ABC
CERTIFIED
دیومالا
حسن و سحر کی داستان
ڈاکٹر آرزو چودھری

ABC
CERTIFIED

پنجاب کے تمام سکولوں' کالجوں' اداروں اور پبلک لائبریریوں کے لئے
محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کا منظور شدہ' بحوالہ NO-SO (A-IV) 4-30/96

ہر شمارہ ایک مکمل کتاب

ماہنامہ سپوتنک لاہور

جلد نمبر 9 ○ اپریل 98ء ○ شمارہ نمبر 4

مدیر اعلیٰ: آغا امیر حسین

مدیر: راشد حسین آغا

مدیر منتظم: ندیم حسین آغا

مجلس مشاورت (اعزازی)

معراج خالد
سید افضل حیدر
ڈاکٹر محمد علی صدیقی
جسٹس (ر) دلاور محمود
ڈاکٹر خیال امروہوی
خلش ہمدانی
طاہر منصور فاروقی

ضابطہ

زر سالانہ (عام ڈاک) 200 روپے

بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک 300 روپے

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

کمپوزنگ

اے-ایم-ایس 6859357

رابطہ: ماہنامہ "سپوتنک" چوک ریگل دی مال لاہور 54000
فون: 7312977-7323963 فیکس: 7238236

ایڈیٹر پبلشرز آغا امیر حسین نے ائر ریکس پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر شائع کیا

حکیم محمد سعید
HAKIM MOHAMMED SAID
HAMDARD HOUSE
KARACHI 74800
(Pakistan)

Karachi Clinic: 215908, Office: 6616001-4, Residence: 4914851
Telex: 29370 HAMD PK, Telefax: (92 21) 6611755
E-Mail: hlpak@paknet3.ptc.pk.
Madinat al-Hikmah: 6996001-2, 6900000
Lahore: Clinic 7237729
Rawalpindi: Clinic 566716
Peshawar: Clinic 274186

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۵ر شوال المکرم ۱۴۱۸ ہجری

23ر فروری 1998 عیسوی

محترم جناب آغا امیر حسین صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے کہ

آ قفس از آئیں اب دعائیں مت مانگو

آسمان کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔

- آسمان کے دروازے نہیں بلکہ پاکستان کے کاذب سیاست دانوں کے' ارباب قیادت کے' منتشر اور متفرق امامت کے اور صحافت کے دل کے کواڑ بند ہوئے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان میں سے اب کسی کواڑ پر دستک نہ دی جائے بلکہ صاحبان علم و حکمت اور نوجوانان وطن اور دختران پاکستان کے فکر و فہم کے ابواب وا کرنے کا اہتمام کیا جائے اور ایک انقلاب برپا کرنے کا سامان کیا جائے۔

پاکستان کے حالات کا آپ نے قدم قدم جائزہ لیا ہے اور صحیح جائزہ لیا ہے اور یہ رائے قائم کرنے کا پورا پورا جواز موجود ہے کہ یہ وقت سیاست کا نہیں ہے بلکہ تدبر کا وقت ہے۔ تدبر و تفکر کی ہر قوت کو بیدار و جواں کرکے عظمت و رفعت پاکستان کے لیے ایک نیا راستہ اختیار کیا جائے۔ عالمی سیاست اس وقت یہ ہے کہ مغرب مشرق کو بہر صورت زیر کرنا چاہتا ہے' بلکہ اس کا فیصلہ قطعی کرچکا ہے اور نہیں چاہتا کہ آنے والے ایک سو سال مشرق بیدار رہ سکے۔

ماضی میں عراق کویت جنگ کا پس منظر سب کو معلوم ہے۔ اس کے بعد خلیج زیر اثر مغرب رہا ہے اور اب تازہ واردات جو ہو کر رہے گی وہ ایک بار پھر بہ عنوان عراق ایک جنگ کی جائے گی اور اس بار تمام شرق اوسط بہ شمول ایران و پاکستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیے جائیں گے۔ اس کے بعد اقوام زرد کی باری ہے۔

میں نے جاپان میں اپنے سات ٹیلے وژن انٹرویو اور لیکچرز میں اقوام زرد کو بیدار کیا ہے کہ کل جو ہونے والا ہے اس پر آج غور کرکے اقوام زرد کو متحد اور متفق ہو جانا چاہیے تاکہ مشرق بعید کی آزادی شرق اوسط کی آزادی کی ضمانت دے سکے۔

اب عراق کے ساتھ ایران کا نام لیا جارہا ہے۔ جرمنی نے اپنے ہوائی اڈوں کے استعمال کی اجازت دیدی ہے۔ سعودی عرب کے ہوائے اڈوں پر پہلے ہی امریکی کنٹرول ہے۔ کویت کا حال بھی یہی ہے۔ بحرین امریکی لدادو کا خولہاں رہا ہے۔ قطر میں انقلاب سازشوں کا منظر ہے۔

پاکستان "چہ ارزاں فروختند" کی مصداق ہے۔ اس نہایت نازک وقت میں پاکستان کے ہر نوجوان کو' اور ہر انسان کو بیدار کردینا اشد ضروری ہے اور اس خدمت کو بروئے کار لاکر حفظ پاکستان کی کوشش کرنا چاہیے۔

بہ احترامات فراواں

آپ کا مخلص

حکیم محمد سعید

پاکستانی حکمرانوں کے سوچے سمجھے اقدامات

جو اقتصادی تباہی کا باعث بنے

- موٹروے کا پچیس سال کیلئے پٹہ --- درپردہ کس کو دیا جارہا ہے!
- پاکستان ٹیلی کمیونی کیشنز کارپوریشن کا دیوالیہ کیسے نکالا گیا!!
- نجی بجلی گھروں سے انتہائی مہنگی بجلی خرید کر واپڈا کو دیوالیہ کر دیا گیا!!!
- اسلام آباد' پشاور موٹروے - لاہور' اسلام آباد کے نئے ایئرپورٹ - لاہور اور کراچی کے انڈر گراونڈ اور ٹرانزٹ مواصلات کے ناقابل فہم منصوبے!!!!

آغا امیر حسین مدیر اعلیٰ "سپوتنک" کا سیر حاصل تجزیہ

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انگریز' ہندو اور استعماری ایجنٹوں پر مشتمل مسلمان اشرافیہ اور مذہبی راہنماؤں کی بھاری اکثریت نے قیام پاکستان کی مخالفت کی۔ ہندوؤں نے اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی برصغیر میں نو سو سالہ حکومت کا بدلہ لینا چاہتے تھے اور انگریزوں نے اس لئے کہ اس وقت مغرب کمیونسٹ تحریک سے سخت خوفزدہ تھا۔ مشرقی یورپ پر سوویت یونین حاوی ہو چکا تھا اور چین میں کمیونسٹ پارٹی فتح کے قریب تھی۔ اس صورت حال میں انگریز اور مغربی دنیا کمیونسٹوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہندوستان کو متحد اور ایک مضبوط اور طاقتور ملک کی صورت میں قائم رکھنا چاہتے تھے تاکہ کمیونزم کو ہندوستان کی سرحد پر روکا جاسکے۔ مسلمان اشرافیہ اور مذہبی قیادت کی اکثریت ان مفادات کو جو ان کو غیروں کا ایجنٹ ہونے کے نتیجے میں حاصل تھے' محفوظ رکھنا چاہتے تھے لہٰذا ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے آقاؤں کی حکومت کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ ان تمام مخالفتوں کے باوجود قیام پاکستان کے لئے لڑی گئی جنگ کے قائد حضرت قائداعظم محمد علی جناح ؒ اور عامتہ المسلمین کی کوششوں کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور پاکستان مسلمانوں کی ایک آزاد مملکت کی صورت میں معرض وجود میں آیا۔

OOO

پاکستان مخالف قوتوں نے بہ امر مجبوری پاکستان کو ایک حقیقت تسلیم کیا لیکن اس امید اور یقین کے ساتھ کہ یہ زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکے گا اور یوں بھارت جلد ہی دوبارہ متحد ہو جائے گا۔ انگریزوں نے اس مشن کی تکمیل کے لئے یہ قدم اٹھایا کہ ضلع گورداس پور ہندوستان کو دے کر کشمیر پر بھارتی تسلط کی بنیاد رکھ دی۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ چونکہ پاکستان میں آب پاشی ان دریاؤں سے ہوتی ہے جو کشمیر سے نکلتے ہیں اس لئے اس پانی کی ترسیل میں رکاوٹ ڈال کر پاکستان کو مجبور کیا جاسکے گا کہ وہ دوبارہ ہندوستان میں شامل ہو جائے۔ ہندوؤں نے تقسیم ہند کے نتیجے میں پاکستان کے حصے میں آنے والے اثاثے روک لئے جس میں نقد رقوم اور ملٹری کا سامان شامل تھا۔ ان کا خیال تھا کہ پاکستان ان اثاثوں کی محرومی کے نتیجے میں تتر بتر ہونے سے نہیں بچ سکے گا اور یوں اکھنڈ بھارت کا منصوبہ کامیاب ہو جائے گا۔ مسلمان اشرافیہ اور مذہبی قیادت نے قیام پاکستان کے پہلے دن سے ہی فیصلہ کرلیا کہ یہ لوگ پاکستان کے حالات کو کبھی پر سکون نہیں ہونے دیں گے اور ان کی پیدا کردہ ہنگامہ آرائی کے تسلسل کے نتیجے میں ملک معاشرتی' اقتصادی اور سیاسی طور پر کمزور سے کمزور ہوتا چلا جائے گا تاآنکہ (خاکم بدہن) دنیا کے نقشے سے ناپید ہو جائے۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک یہی کچھ نہیں ہوتا چلا آرہا۔

OOO

انگریز' ہندو اور ان کی تنخواہ دار مسلمان اشرافیہ اور مذہبی قیادت کا کہنا یہ تھا کہ پاکستان اقتصادی طور پر قائم رہنے کے قابل نہیں ہے۔ اس کے لئے وہ دوسری اور وجوہات کے علاوہ یہ بھی کہتے تھے کہ پاکستان میں صنعتیں ناپید ہیں' انفراسٹرکچر موجود نہیں ہے' مسلمان نظم و نسق چلانے کے اہل نہیں ہیں اور زراعت قدیمی شکل میں موجود ہے۔ لہٰذا ان حالات میں پاکستان اپنے آپ کو اقتصادی طور پر کس طرح قائم رکھ سکے گا۔ یہ باتیں صحیح تھیں اور اگر ہمیں بانی پاکستان کی قیادت کچھ عرصہ مزید حاصل رہتی تو ہم انفراسٹرکچر بھی قائم کرلیتے' صنعتیں بھی لگا لیتے' زراعت کو بھی ترقی دے لیتے اور انتظامی اہلیت بھی حاصل کرلیتے اور یوں پاکستان دشمنوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیتے لیکن ہماری

بدقسمتی کہ ہم قائداعظم کی قیادت سے قبل از وقت محروم ہو گئے اور ہماری قیادت ان مسلمان اشرافیہ کے ہاتھ میں چلی گئی جو درحقیقت قیام پاکستان کے شدید مخالف تھے۔ لہٰذا ہمیں اقتصادی ترقی کی طرف جو اقدامات کرنے چاہئیں تھے وہ نہ کر سکے اور اس طرح اپنے ملک کو اقتصادی طور پر مستحکم کرنے میں ناکام رہ گئے لیکن کچھ بین الاقوامی حالات ایسے ہو گئے اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ابھی ہم پر جاری تھا کہ پاکستان دشمنوں کی توقعات کے برعکس قائم رہا اور آہستہ آہستہ ترقی کی طرف گامزن بھی ہوا۔

OOO

یہ بات ذہن میں رہے کہ کسی بھی ملک کو ختم کرنے کا آسان نسخہ یہ ہے کہ اسے اقتصادی طور پر مفلوج اور تباہ کر دیا جائے۔ سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ تو ابھی ماضی قریب کا واقعہ ہے۔ برطانیہ جو کسی وقت آدھی دنیا پر حکومت کرتا تھا اور جس کی عملداری میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا' وہ بھی اقتصادی بدحالی کے نتیجے میں جو عظیم جنگوں کی وجہ سے اسے درپیش آئیں' واپس اپنے جزیرے میں محدود ہو گیا۔ تواریخ عالم شاہد ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں اور ممالک اقتصادی کمزوری کے نتیجے میں ملیامیٹ ہو گئے۔ اب تک تحفظ پاکستان کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے بعد افواج پاکستان کا انتہائی اہم اور بنیادی کردار رہا ہے۔ ملک دشمن بیرونی طاقتیں اور اندرونی عناصر کی ملی بھگت سے پچھلے پچاس سال میں ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ پاکستان کی اقتصادی تباہی اس حد تک کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے دفاعی اخراجات پورے کرنے کے قابل بھی نہیں رہا۔ ہم زیر نظر تحریر میں کوشش کریں گے کہ وہ حالات آپ کے سامنے رکھیں جن کی وجہ سے ہم آج اقتصادیات میں ناقابل اصلاح حد تک پہنچ گئے ہیں۔ اس میں مختلف پاکستانی حکمرانوں کا غیر ارادی اور سوچا سمجھا کردار شامل ہے۔ ہم اس سلسلے میں بھی حقائق بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

OOO

قائداعظمؒ کی رحلت کے بعد 1958ء تک سیاسی اور جمہوری دور رہا۔ ان حکمرانوں میں چند وہ تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں کام کیا تھا اور دوسرے وہ تھے جو اس وقت

مسلم لیگ میں آئے تھے جب ان کے آقاؤں یعنی انگریزوں نے انہیں بتا دیا تھا کہ اب پاکستان بننے والا ہے۔ یہ سیاسی قیادتیں پاکستان کو آئین دینے اور پاکستان کو ترقی کی جانب لے جانے کی مہم میں قومی اتفاق رائے پیدا کرنے میں ناکام رہیں۔ بحالیات کے نام پر لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ بھی شروع ہوا لیکن مجموعی طور پر پاکستان آہستہ آہستہ اپنے وجود کو معمولی حد تک ہی سہی استحکام دینے میں کامیاب ہو گیا۔ 1958ء میں ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کیا۔ سیاسی اور جمہوری طرز زندگی کو ترک کر دیا گیا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس دور میں اقتصادی ترقی کے لئے انفراسٹرکچر قائم کرنے کا کام بھی ہوا اور کافی حد تک، صنعتی اور زرعی ترقی کے منصوبے بھی پایۂ تکمیل تک پہنچے اور کچھ نئے شروع ہوئے۔ یہ اس حکومت کی نااہلی تھی کہ بنیادی صنعتوں کے قیام کی طرف توجہ نہ دے سکی لیکن بہرحال ملک ترقی کی طرف گامزن ہوا اور جب اس مقام پر پہنچا کہ وہ اس سلسلہ میں ٹیک آف سٹیج پر آیا تو ملک دشمن بیرونی طاقتوں اور ان کے ایجنٹ پاکستانی عناصر خوف زدہ ہو گئے کہ اگر اس وقت پاکستان کو پٹڑی سے نہ اتارا گیا تو پھر پاکستان کو ترقی کی منزل تک پہنچنے سے نہیں روکا جا سکے گا تب ایوب گورنمنٹ کے خلاف ملک میں تحریک شروع کر دی گئی اور اس کے نتیجے میں ایوب گورنمنٹ ختم ہوئی اور ملکی ترقی کا کام رک گیا۔ پھر مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنوا دیا گیا اور بقیہ پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت قائم ہوئی۔

OOO

یہ ایک بنیادی اقتصادی کلیہ ہے کہ دولت کی تقسیم کا عمل اس وقت شروع ہوتا ہے جب پہلے دولت پیدا کر لی جائے لیکن ہمارے ہاں اس بنیادی اقتصادی کلیہ کے الٹ عمل ہوا۔ صنعتی ترقی ابھی ابتدائی مراحل میں تھی کہ قومیانے کا عمل شروع کر دیا گیا جس کے نتیجے میں سرمایہ دار ملک میں سرمایہ داری کرنے سے رک گئے۔ بیرونی سرمایہ داروں نے پاکستان میں سرمایہ کاری کا خیال بھی چھوڑ دیا اور وہ چند صنعتیں جو ملک میں لگ چکی تھیں، وہ سرکاری اہل کاروں کے ہاتھوں میں لوٹ کا مال بن گئیں۔ مالیاتی ادارے قومیائے جانے کے بعد ذاتی خزانے کی شکل اختیار کر گئے اور پھر وہ لوٹ مچی کہ اللہ دے

اور بندہ لے۔ ملک میں صنعتی اور اقتصادی ترقی کا کام خواب ہوا۔ بھٹو صاحب کے بعد ضیاء الحق کے دور میں اس لوٹ کھسوٹ کو اور عروج حاصل ہوا اور ملکی مفادات سے یوں آنکھیں بند کر لی گئیں کہ معلوم ہونے لگا کہ جیسے حکمرانوں کا پاکستان سے کوئی تعلق ہے ہی نہیں۔ چھیتے فقیری سے نواب بن گئے اور بدقسمتی یہ کہ وہ آج بھی سیاسی قائدین کے طور پر براجمان ہیں اور اسلام اسلام کرتے نہیں تھکتے۔ یوں لگتا ہے ہمارے ملک دشمن بیرونی آقاؤں نے یہ پختہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اب وہ پاکستان میں کسی ایسے شخص کو برسراقتدار نہیں آنے دیں گے جو ان کا ایجنٹ نہ ہو اور جو ان کے احکامات کے مطابق عمل نہ کرے۔ ملک توڑنے کی کوششوں کی کامیابی ان ایجنٹ حکمرانوں کے کندھوں پر ڈال دی گئی اور انہوں نے چن چن کر وہ کام کئے جس کے بعد ملک کا بچنا تقریباً ناممکن ہو چلا ہے۔

○○○

1988ء میں انتخابات ہوئے اور بے نظیر بھٹو کی حکومت قائم ہوئی۔ اگر اس حکومت کو ملکی استحکام اور ملکی ترقی سے کوئی دلچسپی ہوتی تو اقتصادی ترقی کے کوئی کام کرتی۔ انتظامیہ جو غیر ضروری طور پر بھاری بھرکم بنا دی گئی تھی اس میں تخفیف کرتی۔ یوں ضیاع کو روک کر بچت کو تعمیری کاموں پر لگایا جاتا لیکن شروع ہی سے سرکاری اداروں کو جو پہلے ہی ضرورت سے دوگنی نفری رکھتے تھے' ہزارہا لوگوں کو نوکریاں دینے کے احکامات جاری کر دیئے گئے' لسٹیں مہیا کر دی گئیں کہ ان لوگوں کو رکھنا ہے۔ یوں جو ادارے پہلے ہی اقتصادی طور پر دیوالیہ ہو چکے تھے' ان کو اقتصادی طور پر مکمل تباہ کر دیا گیا۔ بے روزگاروں کو نوکریاں دینا صحیح ہے لیکن اس کے لئے نئے ادارے اور منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ چند ہزار کو نوکری دے کر پہلے سے لگے ہوئے لاکھوں لوگوں کی نوکری خطرے میں ڈالنا اور ادارے تباہ کرنا' مزدور دوستی نہیں مزدور اور ملک دشمنی ہے۔ سرکاری زمین پلاٹوں کی شکلوں میں بے دریغ تقسیم کی گئی یوں اربوں روپے جو ان پلاٹوں کی فروخت سے حاصل ہو سکتے تھے' قومی خزانے کو ان سے محروم کر دیا گیا۔ تعمیر وطن کے نام پر مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو کروڑوں روپے سے نوازنے کا جو سلسلہ ضیاء الحق / جونیجو

نے شروع کیا تھا اسے پیپلز پروگرام کا نام دے کر جاری رکھا گیا۔ رشوت ستانی، غبن اور کمیشن لینے کی کارروائیاں انتہا پر پہنچ گئیں۔ ایمانداری سے بتائیے کہ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب سوچے سمجھے منصوبے نہیں تھے جس حکمران کو ملکی سلامتی میں دلچسپی ہو کیا وہ قومی اثاثوں کو اس طرح برباد کرے گا؟

OOO

1990ء نواز شریف کا دور آیا۔ ملک کو ترقی دینے کے بڑے بڑے دعوے ہوئے۔ عظیم اعلانات کئے گئے لیکن ہوا کیا۔۔ ہماری قوم اتنی بھولی ہے وہ یہ تک نہیں سمجھ سکی کہ میاں نواز شریف اتنی جلدی اس مقام تک کیسے پہنچ گئے۔ ہزاروں کے حساب سے پلاٹ بانٹے۔ قطعاً غیر ضروری ایسے پروجیکٹ شروع کئے گئے جس سے عوام میں یہ تاثر پھیلے کہ میاں صاحب ترقیاتی کام کرنے کے بہت اہل ہیں۔ سرکاری رقوم ذاتی تشخص ابھارنے کے لئے استعمال میں لائی گئیں اور بیرونی اور اندرونی آقاؤں نے بھرپور مدد کی اور یوں نواز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان کے عہدے پر پہنچے۔ تمام دعوؤں کے برعکس جو کام انہوں نے شروع کئے اور ان پر جس طرح قومی دولت ضائع کی گئی اس میں سے چند درج ذیل ہیں:

1- موٹروے:

کس قدر شقاوت قلبی ہے کہ اس ملک میں جہاں اکثریت کو زندگی کی کم از کم بنیادی سہولتیں بھی حاصل نہیں ہیں، اربوں روپے موٹروے بنانے پر ضائع کر دیئے جاتے ہیں جس کی کوئی ضرورت اس وقت تک نہیں تھی جب تک ایک خاص حد تک ترقی نہ کر لی جاتی اور بنیادی ضرورتیں ہر شہری کو میسر نہ ہو جاتیں۔ شائع شدہ اعداد و شمار کے مطابق لاہور اسلام آباد موٹروے پر 45 ارب روپے سے زیادہ خرچ آیا جو تمام کا تمام قرض لیا گیا اور جس پر 31 دسمبر 1997ء تک سود ملا کر کل رقم 70 ارب روپے تک پہنچ چکی ہے۔ یہ قرض تجارتی شرح پر لیا گیا جس کی شرح سود آٹھ فیصد سے کم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح سالانہ سود ساڑھے پانچ ارب روپے سے زیادہ بنتا ہے۔ ٹول ٹیکس کے ذریعے موجودہ آمدنی کا جو اندازہ لگایا گیا ہے وہ دو ارب روپے سالانہ بنتا ہے۔ حقائق کو

مدنظر رکھیں تو یہ ایک خیالی اندازہ ہے لیکن اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو Maintenance اور انتظامی اخراجات نکال کر یہ تقریباً $1\frac{1}{2}$ ارب رہ جائے گا۔ اب خود اندازہ کریں کہ ایسا پروجیکٹ جس پر اب تک 70 ارب روپے لاگت آئی ہو اور جس پر سالانہ سود ساڑھے پانچ ارب روپے بنتا ہو اور سالانہ آمدنی صرف ڈیڑھ ارب روپے ہو تو کیا یقین کیا جاسکتا ہے کہ ایسے تباہ کن اقتصادی منصوبے کا بانی محب وطن ہو سکتا ہے؟

اخباروں میں آیا ہے کہ غیر ملکی کمپنیوں کے کنسورشیم کے ساتھ حکومت پاکستان نے لیٹر آف سپورٹ سائن کیا ہے جو اگر پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا تو اس کے نتیجے میں یہ کنسورشیم پاکستان کو تقریباً 28 ارب روپے تو معاہدے کے دو ہفتے کے اندر ادا کرے گا اور تقریباً اٹھارہ ارب 10 سال میں قسطوں میں معاہدہ کے مطابق ادا کرے گا۔ یہ موٹروے اس کنسورشیم کو 25 سالہ لیز پر دی جائے گی۔ مندرجہ بالا اعداد و شمار کو مدنظر رکھیں تو کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ غیر ملکی کمپنیوں کا کنسورشیم ایک ایسا معاہدہ کر رہا ہے جس میں اسے 46 ارب ادا کرنے پڑ رہے ہیں اور آمدنی 40 ارب سے زیادہ ہونے کی امید نہیں ہے۔ 46 ارب روپے کی اگر ویسے ہی نقد سرمایہ کاری کسی مالی ادارے میں کر دی جائے تو یہ رقم 25 سال میں کم از کم 2 کھرب ہو جائے گی۔ اس کنسورشیم کو پاکستان سے ایسا کیا پیار ہو گیا ہے کہ وہ کھربوں روپے ضائع کرنے پر تیار ہو رہا ہے اس موٹروے سے تو آئندہ آمدنی بڑھنے کی بھی کوئی واضح صورت نظر نہیں آتی۔

یہ راز اس وقت تھوڑا بہت ہماری سمجھ میں آیا جب ہم نے یہ پڑھا کہ پاکستان اور اس کنسورشیم کے درمیان معاملات کو شروع کروانے والا کوئی مسٹر راؤ ہے اور کنسورشیم کا چیئرمین مسقط' اومان کا وہ شہری ہے جو ہندوستانی کمپنیوں کو مسقط میں سپانسر کرنے کی شہرت رکھتا ہے۔ یوں پتہ چلا کہ یہ تو ہندوستانی حکومت ہے جو اس کنسورشیم کے پردے میں اس موٹروے کو لیز پر لے رہی ہے۔ یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ یہ لیز مالی طور پر ہندوستان کے لئے انتہائی فائدہ مند ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ کوئی اندرون خانہ گفت و شنید ہوئی ہوگی' وعدے وعید ہوئے ہوں گے اور یوں ہندوستان کو نہ صرف افغانستان' وسطی ایشیا کی ریاستیں' روس اور سوویت یونین سے آزاد شدہ دوسری ریاستوں تک خشکی کا راستہ مل

جائے گا۔ جس سے اس کی تجارت جس میں پہلے بحری ذریعے سے کم از کم دو ماہ لگتے تھے وہ اب ہفتہ دس دن میں ہو جایا کرے گی۔ سوچئے کیا ہندوستان کھربوں نہیں کمائے گا۔ اگر آپ اوپر دیئے گئے اعدادوشمار کو دوبارہ ذہن میں لائیں تو پاکستان اب تک 70 ارب روپے لگا چکا ہے جس میں سے اسے 10 سال میں تقریباً 46 ارب روپے واپس آئیں گے اور یوں اب تک اسے 24 ارب روپے کا خسارہ ہو گا اس میں اگر آئندہ 25 سال کا وہ سود شامل کر لیں جو پاکستان کو دینا پڑے گا تو پاکستان پر 25 سال بعد باقی رہ جانے والے قرض کی رقم $1\frac{1}{4}$ کھرب سے زیادہ ہو گی۔ کیا یہ صورت حال ایسی نہیں جس پر غور کرنا قومی فرض ہے۔ یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا یہ موٹروے ہندوستان کے ہی تو نہیں بنایا گیا؟

2- ٹیلی فون کے معاہدات:

مواصلاتی نظام کی ترقی ملک کے لئے ضروری ہوتی ہے لیکن اگر اس کے لئے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں جس سے قوم کا بال بال قرضے میں جکڑ دیا جائے تو یہ وبال جان بن جاتے ہیں۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن (P.T.C) نے ڈیجیٹل ایکسچینج کے جو منصوبے خود مکمل کئے اس پر تنصیبات' عمارات اور کیبل بچھانے پر جو خرچ آیا وہ فی ٹیلی فون لائن 41 ہزار روپے تھا لیکن بی ایل ٹی کے نام پر جو ٹھیکے غیر ملکی کمپنیوں کو دیئے گئے وہ فی لائن ایک لاکھ پچاس ہزار روپے سے زیادہ پر پڑے تھے۔ کیا قیامت ہے کہ ایسے ٹھیکے دینے والوں کو نہ تو کوئی شرم آئی اور نہ ہی ان کے ضمیر میں کوئی خلش! ان ٹھیکوں کی کل مالیت 75 ارب روپے سے زیادہ ہے۔ اس پر سالانہ سود کا اندازہ لگا لیجئے اور اگر آپ یہ اندازہ بھی لگا لیں کہ اس قرض کی قسطیں کیا بنتی ہوں گی تو آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ جب اخباروں میں یہ چھپتا ہے کہ P.T.C کے ملازمین کو تنخواہیں دینے کے لئے ایکسچینج گروی رکھ کر بنکوں سے قرضہ لینا پڑا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس وقت قرضے کی مع سود قسط کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہے۔ اس مالیاتی تباہی میں کس نے کتنا حصہ ڈالا اور فی لائن ایک لاکھ روپے سے زیادہ رقم کیسے خردبرد کی گئی۔ ارب ہا ارب کی رقم کن کی جیبوں میں گئی تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ سلمان فاروقی (جو اس وقت مواصلات کے سیکرٹری تھے) اور دوسروں کے بیرون ملک اربوں ڈالر موجود ہونے کی

جو خبریں اخباروں میں چھپتی ہیں وہ رقمیں کہاں سے آئیں؟ کیا ایسے "سیاہ کارنامے" انجام دینے والوں کو محب وطن کہا جاسکتا ہے۔ شاید انہی خدمات کے عوض فاروقی کو بمعہ فیملی بیرون ملک جانے کی اجازت دے دی گئی۔

3- ییلو ٹیکسی سکیم:

سستی سیاسی شہرت حاصل کرنے کے لئے بغیر کسی سوچ بچار کے یہ منصوبہ شروع کیا گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس پر بنکوں کے تقریباً تیس ارب روپے برباد کر دیئے گئے۔ کہا یہ گیا کہ بیکار نوجوانوں کو کاروبار میں لگانے کے لئے یہ منصوبہ بنایا گیا لیکن ایمانداری سے بتائیے کہ کیا ایسے لوگ جو واقعی ضرورت مند تھے' ان کی تعداد انگلیوں پر گنتی سے زیادہ ہے؟ یہ تمام قرضے ان لوگوں نے لئے جن کا تعلق عرشی طبقے سے تھا۔ انہوں نے 2 سے پانچ لاکھ دے کر تیس لاکھ روپے تک قیمت کی گاڑیاں حاصل کر لیں۔ یہ قرضے فرضی ناموں یا ملازموں اور مزارعوں کے نام پر لئے گئے۔ شاذ و نادر ہی کوئی گاڑی ہو گی جس کی قسطیں بنکوں کو ادا کی گئی ہوں گی۔ یوں تقریباً یہ پوری کی پوری رقم ضائع کر دی گئی۔ کیا ایسے کام کرنے والوں کا حب الوطنی سے کوئی علاقہ ہو سکتا ہے؟

پنجاب کی وزارت اعلیٰ کے زمانے میں جناب نواز شریف نے سرکاری زمین اور اثاثے عرشی طبقے کے لوگوں کو بخشش کرنے کا جو شاہانہ انداز اختیار کئے رکھا تھا وہ وزارت عظمیٰ کے دور میں بھی جاری رہا اور یوں خرد برد اور کمیشن کھانے اور بنکوں سے غیر محفوظ قرض لینے کے عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے گئے۔

OOO

1993ء میں نواز شریف حکومت کے خاتمے کے بعد بے نظیر بھٹو پھر وزیر اعظم بنیں۔ اس دور میں وہ اپنے پہلے دور کے سرکاری وسائل کی لوٹ کھسوٹ اور ضیاع کے کارناموں کو کہیں پیچھے چھوڑ گئیں' جو نئے "کارنامے" انجام دیئے گئے وہ درج ذیل ہیں:

1- موٹروے:

یہ پروجیکٹ جو نواز شریف نے شروع کیا تھا اس کو تقریباً ایک سال تک معطل رکھا گیا جس کی وجہ سے قرضوں پر سود بڑھ گیا۔ پھر ایک سال کے بعد اسے دوبارہ شروع کروا

دیا گیا۔ یوں بے نظیر اس قومی دولت کے زیاں میں نواز شریف کی معاون بن گئیں۔

2- نجی بجلی پیدا کرنے کے منصوبے:

ملک کی بجلی کی ضروریات اور واپڈا کی بجلی پیدا کرنے کی گنجائش کو مد نظر رکھے بغیر اندرونی اور بیرونی کمپنیوں سے ایسے معاہدے کئے گئے جن کا نتیجہ سوائے اقتصادی تباہی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ صرف کمیشن لینے کے چکر میں کئے گئے۔ تھرمل بجلی پیدا کرنے کے سرکاری اداروں میں فی یونٹ خرچ $1\frac{1}{2}$ روپے سے زیادہ نہیں آتا تھا لیکن ان معاہدات میں یہ رکھا گیا کہ گورنمنٹ فی یونٹ تقریباً پانچ روپے ادا کرے گی اور ان پرائیویٹ کمپنیوں سے گورنمنٹ کو بجلی لینے کی ضرورت ہو یا نہ ہو' لے یا نہ لے' پیداواری صلاحیت کے ساٹھ فیصد کی ادائیگی لازماً کی جائے گی۔ ابھی یہ نجی ادارے اپنی صلاحیتوں کا پچاس فیصد بھی پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوئے لیکن واپڈا کو اپنا 1800 میگاواٹ پیدا کرنے والے تھرمل یونٹ بند کرنے پڑ گئے ہیں۔ آئندہ سال تک حکومت کو ان نجی اداروں کو ادائیگی کرنے کے لئے صارفین سے فی یونٹ کم از کم 10 روپے لینا پڑیں گے جس کی عوام میں استطاعت نہیں ہے۔ کیا ملک و قوم کو اقتصادی تباہی کے ایسے اندھے کنویں میں دھکیلنے والے حکمران "محب وطن" ہیں؟

سونے' چاول اور دوسری درآمد و برآمد کے گھپلے اور خاص طور پر کسٹم Assessment کا غیر ملکی کمپنی کو ٹھیکہ دے کر اربوں روپے ہڑپ کرنے کا کارنامہ کیا حب الوطنی کے زمرے میں آسکتا ہے؟ علاوہ ازیں پہلے سے ہی اقتصادی طور پر ڈوبے ہوئے سرکاری' مالی اور دوسرے اداروں میں اپنے حاشیہ برداروں کو ہزاروں کی تعداد میں کھپانا اور اس طرح ان اداروں کی مکمل بیخ کنی کا باعث بننا کیا باعث فخر ہے؟

OOO

1997ء میں نواز شریف دوبارہ وزیراعظم بنے اور انہوں نے قومی دولت کی بربادی کے پہلے دور میں کئے گئے اپنے اقدامات کو مزید تیز کیا اور دوسرے ایسے منصوبوں کی بنیادیں رکھ دیں جس کے نتیجے میں ہمارے پیارے ملک کے اقتصادی طور پر زندہ رہنے کا بادی النظر میں امکان ہی نظر نہیں آتا۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

① لاہور اسلام آباد موٹروے کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر دوسرا سفید ہاتھی یعنی اسلام آباد پشاور موٹروے شروع کر دیا گیا ہے جس پر ابتدائی اندازے کے مطابق تقریباً 30 ارب روپے لاگت آئے گی۔ آپ اوپر اسلام آباد لاہور موٹروے کے متعلق ہماری گزارشات کو دوبارہ پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا ملک کو اقتصادی طور پر تباہ کرنے کا یہ دیدہ دانستہ قدم نہیں ہے۔ کیا یہ بھی ہندوستان کے فائدے کے لئے ہی نہیں ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ پنڈی بھٹیاں فیصل آباد اور فیصل آباد ملتان موٹروے کے پروجیکٹ شروع کرنے کا کام بھی ہاتھ میں لے لیا گیا ہے۔

② لاہور اسلام آباد کے نئے ایئرپورٹ اس حقیقت کے باوجود کہ موجودہ ہوائی اڈے ہماری ضرورت پوری کر رہے ہیں اور مزید برآں اس حقیقت کے باوجود بھی کہ کراچی کا جناح ٹرمینل ابھی تک اپنی تعمیر کیلئے لئے گئے قرضوں کی اقساط ادا کرنے کے قابل بھی نہیں ہو سکا۔ حالانکہ کراچی ایئر ٹریفک کے لحاظ سے مصروف ترین ایئرپورٹ ہے۔ لاہور اور اسلام آباد کے ہوائی اڈوں کے ٹھیکے دینے کا کام شروع ہو گیا ہے اور اس پر ابتدائی اندازوں کے مطابق تقریباً پچیس ارب روپے لاگت آئے گی۔ کیا یہ اقتصادی لحاظ سے ملک دشمنی پر مبنی منصوبے نہیں ہیں۔ ان قرضوں کی واپسی کہاں سے ہو گی۔

③ لاہور اور کراچی کے انڈر گراؤنڈ اور ٹرانزٹ مواصلاتی منصوبے:

پنجابی کی کہاوت ہے کہ "پلے نہیں دھیلا کر دی میلا میلا---" محتاط اندازے کے مطابق ان منصوبوں پر تقریباً ایک کھرب روپے خرچ ہوں گے۔ خدارا بتایئے کہ کیا وہ بیوقوف سے بیوقوف آدمی جس میں حب الوطنی کا کوئی ایک شائبہ بھی موجود ہو' وہ ایسے پروجیکٹ شروع کرے گا اور وہ بھی ایسے وقت میں جب ملک دیوالیہ ہونے کے دہانے پر ہو۔

④ نجی بجلی پیدا کرنے کے منصوبے:

بے نظیر حکومت نے ان منصوبوں کی منظوری دی۔ ملک و قوم کے ساتھ ظلم کیا لیکن نواز شریف حکومت پچھلے ایک سال سے اس سلسلہ میں کیا کر رہی ہے' صرف یہی نا کہ

جب بجلی کی قیمتوں میں اضافے کا پہاڑ غریب عوام پر گرانا ہوتا ہے تو خوب پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ یہ بے نظیر حکومت کے نجی بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کی وجہ سے کرنا پڑ رہا ہے' نواز شریف حکومت نے ان منصوبوں کے تباہ کن اثرات سے ملک و قوم کو بچانے کے لئے کیا قدم اٹھایا ہے۔ ہندوستان کے صوبے مہاراشٹر کی مثال سامنے ہے۔ وہاں کانگریس کی حکومت نے ایک امریکی کمپنی کے ساتھ پاکستان جیسا معاہدہ کیا جس کے مطابق مہاراشٹر گورنمنٹ نے بھی $6\frac{1}{2}$ امریکی سینٹ فی یونٹ بجلی خریدنی تھی۔ الیکشن کے نتیجے میں کانگریس حکومت ختم ہوئی اور بی جے پی اور شیوشینا کی حکومت آئی۔ نئی حکومت نے پہلا کام یہ کیا کہ امریکی کمپنی کے ساتھ معاہدہ منسوخ کر دیا۔ اس امریکی کمپنی کے پاس دو راستے تھے ایک یہ کہ وہ ہندوستانی عدالتوں میں مقدمہ لڑتی اور دوسرا یہ کہ وہ نئی حکومت کے ساتھ از سرنو مذاکرات کرتی۔ یہ کمپنی اربوں روپیہ پروجیکٹ پر لگا چکی تھی' عدالتی راستہ اختیار کرنے کے نتیجے میں سال ہا سال لگ جاتے اور اس وقت تک مشینری وغیرہ زنگ لگ لگ کر تقریباً ناکارہ ہو جاتی لہٰذا امریکی کمپنی نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور مہاراشٹر حکومت سے مذاکرات کرکے معاہدے میں ترمیم کرتے ہوئے بجلی کی قیمت فی یونٹ $3\frac{1}{2}$ امریکی سینٹ منظور کرلی۔ یہ ہے محب وطن حکومتوں کا کردار! ہماری حکومت شور مچانے کے سوا کچھ نہیں کر رہی' یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ بددیانتی پر مبنی معاہدات کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔ ہم پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ نجی بجلی پیدا کرنے کے معاہدات کرنے والی کمپنیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہوگی جس نے معاہدات کی ایک سے زیادہ شقوں کی خلاف ورزی نہ کی ہو۔ کیا حکام اور وزراء سے یہ حقیقت چھپی ہوئی ہوگی۔ ان حقائق کو بنیاد بنا کر کیا ان معاہدات میں تسلی بخش ترامیم نہیں کرائی جاسکتیں۔ اس سلسلہ میں کوئی قدم کیوں نہیں اٹھایا جاتا۔ قوم اس سوال کا جواب سننے کی منتظر ہے۔

اس سلسلہ میں پرائیویٹ انرجی فورم کا کردار بھی سوالیہ نشان بنا ہوا ہے۔ اس کے سربراہ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب نسیم حسن شاہ صاحب ہیں اور ارکان میں دوسرے بڑے لوگوں کے علاوہ واپڈا کے کچھ سابق سربراہان ہیں۔ ان کا بیان بھی اس

وقت اخباروں میں چھپتا ہے جب بجلی کے نرخ بڑھائے جاتے ہیں۔ اگر فورم واقعی یہ سمجھتا ہے کہ یہ معاہدات ملک کے لئے زہر قاتل ہیں تو ان کو ختم کروانے کے لئے اس نے کیا کردار ادا کیا ہے۔ کیا اس نے حکومت سے ان معاہدات کو ختم کروانے یا ان میں ترامیم کروانے کے لئے کوئی رابطہ کیا ہے اور اگر حکومت ان کی بات نہیں مانتی تو یہ فورم عوام کو کیوں نہیں بتاتا کہ حکومت مجرمانہ چشم پوشی سے کام لے رہی ہے۔ اگر یہ فورم ملک و قوم کے فائدے کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اُٹھاتا تو یہی سمجھا جائے گا کہ یہ بیان اس وقت جاری کرتا ہے۔ جب حکومت کے بجلی کے نرخوں کو بڑھانے کے عمل کو جواز بہم پہنچانا ہو کہ سابقہ حکومت کی غلطیوں کی وجہ سے یہ ضروری ہو گیا تھا۔

⑤ سنٹرل بورڈ آف ریونیو اور بینکوں میں بارہ' پندرہ' بیس اور پچیس لکھیوں کی تقرری کیا اقتصادی اور مالی اداروں کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں ہے' کیا یہ قدم پہلے سے موجود اور بہت سینئر اہلکاروں اور چند ہزار تنخواہ لینے والوں کو ذہنی اور نفسیاتی طور پر اس قابل رہنے دے گا کہ وہ اپنی پوری استطاعت سے خدمات انجام دے سکیں۔ سنٹرل ریونیو بورڈ کا سربراہ اس شخص کو بنایا گیا ہے جس کا محصولات کی وصولی کے ضمن میں تجربہ صفر ہے۔

بینکوں کے سربراہ وہ لوگ بنائے گئے ہیں جن کا تجربہ چار پانچ برانچوں کے انتظام سے زیادہ نہیں ہے۔ وہ ڈیڑھ ڈیڑھ اور دو دو ہزار برانچوں والی بینکوں کو سپروائز کرنے کا کوئی تجربہ ہی نہیں رکھتے۔ ہم بلا خوف تردید اس سچ کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے پہلے سے موجود افسران اور اہلکار ان "کئی لکھیوں" سے زیادہ اہل' تجربہ کار اور ترقیاتی سرگرمیوں میں نئی نئی راہیں نکالنے کی مکمل فہم و فراست رکھتے ہیں۔ مالیاتی اداروں سے ہزارہا لوگوں کو نکال کر باقی رہنے والے ملازمین کی تنخواہیں دگنی کر کے حکومت حاصل کیا کرنا چاہتی ہے۔ کیا یہی نہیں کہ ہزاروں گھرانوں کو بے کاری کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے اور مالیاتی اداروں کو بچت ایک پیسے کی بھی نہ ہو۔ کیا یہ اقدامات ملکی اقتصادیات کو تباہ کرنا نہیں؟

OOO

ایک ایسا ملک جس کی اپنی آمدنی لئے گئے قرضوں کی اقساط بھی ادا نہ کر سکے اور جس کے تمام دفاعی' انتظامی' جاری اور تھوڑے بہت ترقیاتی کام سب کے سب قرض لے کر کئے جا رہے ہوں اس ملک کا اوپر دیئے گئے سفید ہاتھیوں پر مزید قرض لے کر عمل کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ ان تمام منصوبوں پر اگر کسی آمدنی کا امکان بھی ہوتا تو وہ پاکستانی روپوں میں ہوتی لیکن مسئلہ تو ان قرضوں کی ادائیگی کا ہے جو باہر سے لئے گئے یا ملک میں موجود لوگوں کے فارن اکاؤنٹ کی استعمال شدہ رقوم کا ہے جو فارن ایکسچینج میں ادا کی جاتی ہیں۔ اوپر دیئے گئے منصوبوں میں سے کوئی ایسا منصوبہ ہے جس کی آمدنی زرمبادلہ میں ہوتی ہو' ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ صنعتیں لگائی جائیں جو ہائی ٹیک ہوتیں' آٹومیٹک ہوتیں اور ایسی مصنوعات بنائی جاتیں جن کو ایکسپورٹ کرکے ہم زرمبادلہ کماتے۔ ہم پوری ذمہ داری سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ 1988ء سے لے کر آج تک جو رقوم بیرونی قرضوں کی صورت میں لے کر مندرجہ بالا منصوبوں پر ضائع کی گئی ہیں' وہ اگر قابل ایکسپورٹ مصنوعات بنانے کے جدید کارخانے لگانے پر خرچ کی جاتیں تو پاکستان کی اقتصادی حالت کافی حد تک مستحکم ہوتی۔ ہمیں عرشی طبقوں سے کوئی توقع نہیں رہی لہٰذا ہم فرشی طبقے سے تعلق رکھنے والے ہر پاکستانی شہری سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اٹھے کیونکہ اگر یہ لوگ فوراً نہ اٹھے اور اپنے پیارے ملک کو عرشی طبقوں کے شکنجے سے فی الفور نہ نکال سکے تو بعد میں رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اقتصادی مفلوجی کے نتیجے میں اگر ملک دفاعی فوجوں کو تنخواہ دینے کے قابل بھی نہ رہا اور اس طرح ملکی سلامتی کا آخری حصار بھی ٹوٹ گیا تو خود سوچ لیجئے پاکستان کہاں ہوگا؟

دنیا میں قتیل اس سا منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

OOO

دیو مالا

حسن اور سہم کی داستان

تحریر:

ڈاکٹر پروفیسر آرزو چودھری

JALALI BOOKS

دیباچہ:

آغا امیر حسین

اسلم کے نام

"ہندو دیو مالا پورانی دور (Puranic Period) کی روپ وان ہندو دیویوں کی اصل اور بااہتمام آمد سے پہلے بے کیف و رنگ تھی۔ اور اس کے چاروں کھونٹ دور دور تک بے رس، پھیکے اور بے سحر و آب تھے۔ برہما، وشنو اور شیو کی عظیم اور مہان سنگت میں ان پرشباب و جمیل دیویوں کی آمد و نزول نے جہاں ہندو صنمیات اور دیو مالائی اساطیر کو تقدس و احترام، دھری ادھری سنگھرش، حسن و سم، عشق و محبت، قربانی و ایثار، دین دیا دھرم، گیان دھیان کی باتوں اور متنوع واقعات سے بھر دیا وہاں ان نازک اندام اور حسین دیویوں نے اپنے ورود و ظہور، چکار و مہکار اور نور و سرور بھرے پیکر کی محبت آمیزیوں اور روپ سروپ کی تجلیوں سے وہ سحر تراشے کہ ہندو مائتھالوجی کا انگ انگ مظاہر حسن اور تجلی روپ کے سچے درشنوں کا سرتاپا درپن بن گیا"۔

ترتیب

JALALI BOOKS

طوطا پیکر خواتین	سائرنز	ہنومان
خوش پیکر سورج دیوی	سلا	راون
	کیرب ڈس	جالندھر
	ٹائی فن	للی
سی بیرس	ای کڈنا اندھک	
سفنکس	کی میرا	گرڈ
ہڈرا	جت لیس	اولین جوڑا
ارگس	ہزار سرے	یارا۔ ما۔ ہا۔ ہو
ٹائی ٹیس	آدم خور کلنگ	تھرڈو - جمبو
پولی فیمس	دودھ بھرے سمندر کا بلونا	کین کینگ
قنطور	کام دیو کا دوسرا جنم	
پریسس	لڑکا نیلا	
گرے سٹرز، گارگنز	پرندہ روح	
تھی سیس، میناٹور	بوچیکا	
آتشیں پھنکار بیل	دیوتاؤں کی آفرینش	
ہر بیز	اولین انسانی جوڑا	
کوہولین	وھیل گائے	
دیو پیکر کتا	عجیب و غریب ہاتھی	
عجیب الخلقت عفریت اور جاندار	فامرز اور بیلر	
	ہیمڈل	
آسمانی بھینسا	گرینڈل	
کوہ ماشو کے پہرے دار	بونے اور کوتاہ قد	
نادان عقاب	ہئی اری	
یونانی عفریت اور بلائیں	روسی آدم خور	
سو ہاتھ اور پچاس سر کے عفریت	سی مرغ	
ٹائی ٹنز	دیوی دیوتاؤں کی سواریاں	
سمندری عفریت	گنیش	

پیش لفظ

ڈاکٹر آرزو چودھری کو مرحوم لکھتے ہوئے دکھ کے گہرے احساس کی گرفت میں ہوں۔ ان کی آخری تصنیف "دیومالائی۔۔۔ حسن و سم کی داستان" اشاعت کے آخری مراحل میں تھی کہ وہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مرحوم نے تخلیق و تنقید کے شعبوں میں جس قدر کام کیا اس کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان کی علمی و ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے سپوتنک کا یہ شمارہ ان کی زندگی میں ترتیب پانی والی آخری کتاب "حسن و سم" کی نذر کیا جارہا ہے۔

مرحوم ڈاکٹر آرزو چودھری نے اپنی عمر درس و تدریس کے مقدس شعبہ میں گزاری۔ تخلیقی ادب کے ساتھ ساتھ تنقید و تحقیق کو انتہائی سنجیدگی سے اپنا موضوع بنایا۔ "عالمی کلاسیکی داستانیں" اور دنیا بھر میں مختلف تہذیبوں اور معاشروں کی دیومالا ان کا خصوصی موضوع رہا ہے۔ انہوں نے عالمی داستانوں کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے بڑے دلچسپ پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ ان کا یہ کام مطالعاتی اعتبار سے انتہائی معلوماتی' دلچسپ اور بھرپور افادیت کا حامل ہے۔

اردو میں مائیتھالوجی پر کئی دانشوروں نے کام کیا ہے لیکن سب کا نکتہ نظر اور مطمع نظر مختلف رہا ہے۔ مرحوم ڈاکٹر پروفیسر آرزو چودھری کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے قدیم داستانوں میں جدید دنیا کے نظریات و افکار کی بنیادیں تلاش کرنے اور سماجی و مذہبی ارتقاء کے ثقیل موضوعات اپنانے کی بجائے محض داستانوں کے ماحول' کرداروں کے مزاج اور افعال کی باتیں کی ہیں کیونکہ ان کے پیش نظر عالمی ادب کے ارتقاء میں داستان گوئی اور قصہ خوانی کا فطری کردار ہے۔ ان کا نکتہ نظر یہ ہے کہ عالمی کلاسیکی داستان محض داستان ہی نہیں گم گشتہ ماضی کی تاریخ اور عصری زندگی کی ترجمان ہے۔ اس سے قدیم انسان کے مذہبی عقائد و رسوم اور انسانی طرز معاشرت کا پتہ چلتا ہے۔

انہوں نے داستانوں کے حوالے سے انسانی نفسیات اور ذہنی ارتقاء کی بحث میں پڑنے کی بجائے داستان گوئی کو فنی حوالے سے دیکھا ہے۔ اپنی پچھلی کتابوں میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ عالمی کلاسیکی داستانوں میں مشابہت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے داستان کے مشترکہ لوازم یعنی داستانی ڈھانچہ' ڈھیلا ڈھالا پلاٹ' زمانی و مکانی دور' واقعات میں پیچیدگی' واقعات و کرداروں کی دلکشی و دلپذیری' مہم جوئی' ہیبت ناک عفریتوں سے مقابلے' استعجاب انگیزی' محیر العقول کارنامے' خیر و شر کی آویزش اور طربیہ یا المیہ انجام زیر بحث رکھے ہیں۔

زیر نظر شمارے میں شائع کی جانے والی ان کی کتاب "حسن و سہم" دراصل دیومالائی جزیات کا بنیادی لازمہ ہے۔ حسن و سہم کی داستان انسانی فطرت کی بھرپور عکاس ہے۔ انسان حسن پرست ہے۔ خوبصورتی اس کی کمزوری ہے ابتدا ہی سے وہ خوبصورت چیزوں کے حصول کے لئے جان جوکھم میں ڈالتا رہا ہے چنانچہ عالمی داستانوں کے ہیرو خوبصورت شہزادیوں' حسین و جمیل دیویوں اور دلربا اپسراؤں کے لئے تن من دھن کی بازی لگائے نظر آتے ہیں۔ من کی مراد پانے کے لئے انہیں کبھی آگ کے دریا پار کرنا پڑتے ہیں اور کبھی ہولناک دشت و جنگل عبور کرنا پڑتے ہیں۔ کبھی انہیں ہیبت ناک عفریتوں سے واسطہ پڑتا ہے تو کبھی ناقابل تسخیر سمجھی جانے والی بلاؤں سے ٹکرانا پڑتا ہے۔ حسن و سہم کی داستان انہی کرداروں کے تعارف کا ذریعہ ہے۔

مرحوم ڈاکٹر آرزو چودھری نے مذکورہ کتاب میں عالمی داستانوں میں مذکور حسن و عشق اور خوف و ہراس کے تمام تر کرداروں کو مختصر تعارف کے ساتھ اس لئے الگ سے مرتب کیا ہے کہ نسوانی حسن انسانی کمزوری اور اس کی چاہت انسانی فطرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حسن و عشق ابتدا ہی سے داستانوں اور قصوں کا مرغوب موضوع رہا ہے۔ دنیا کی اولین داستان گلگامش کی داستان کا ہیرو بذات خود حسن و جمال کا رسیا ہے۔ عشتار دیوی کی شخصیت جتنی دلکش اور رنگین ہے۔ اتنی ہی آفاقی بھی ہے۔ وہ سومیری دیومالا میں اناتا ہے۔ عکادی اور اشوری دیومالا میں عشتار ہے۔ فونیقی دیومالا میں اشیرات ہے۔ مصر میں ازیس تحوت اور حتحور ہے۔ فلسطین میں انات' اشیرات اور عشتروت ہے۔ ایران میں شالا' اناہتا اور نانیا ہے۔ ہندوستان میں درگا' گوری' اوما' اوشا' سرسوتی اور رتی ہے۔ یونان میں افروڈیٹی اور آرٹے میس ہے۔ عربوں کی زہرہ اور مشتری بھی وہی ہے جس نے ہاروت اور ماروت کو اپنے دام محبت میں گرفتار کر کے ان سے اسم اعظم معلوم کیا اور ستارہ بن کر آسمان پر چلی گئی۔

عشتار کے مندر کی حسین بخت (مغنیہ) اپنے حسن کی نمائش اور جلوہ ریزیوں سے درندوں میں پلنے والے وحشی ایابنی کو رام کر لیتی ہے۔ یونانیوں کی ایلیڈ' اوڈیسی حسن و عشق کا نگارخانہ ہے۔ ٹرائے کی ہیلن حسن کا مجسمہ ہے۔ فردوسی کا شاہنامہ حسینوں اور شہزادیوں کا گڑھ ہے۔ رامائن اور مہابھارت بھی روپ سروپ کے تذکروں سے مالامال ہے۔ رامائن بھی سیتا کی خاطر لڑی جاتی ہے۔ اوکونوشی (جاپانی دیومالائی اساطیر) کی مہم جوئی میں اوکونوشی اور سوزینو کی خوبصورت بیٹی سومیری ہائی کا عشقیہ قصہ شامل ہے۔ اختصار یہ ہے کہ کلاسیکی داستان کا انگ

انگ حسن و عشق کی چاندنی میں بھیگا ہوا ہے اور اردو کے قاری کو ان عالمی دیومالائی کرداروں سے متعارف کرانا یقیناً ایک علمی و ادبی ضرورت تھی۔

حسن و سم کے دوسرے حصہ میں خوف و ہراس پھیلانے والے کرداروں کا تذکرہ ہے۔ مہم جوئی اور داستان لازم و ملزوم ہیں۔ مہم جوئی ایک طرف ہیرو کی حوصلہ مندی' دلیری اور حسن تدبر کی غماز ہے تو دوسری طرف مقابلے میں آنے والے خوفناک' ہیبت ناک کردار' غیرفطری مخلوق' ہول خیز عفریت اور بلائیں' دیو' اژدھے اور جادوئی اشیاء کا تعارف ہے۔ قدیم داستان گو نے ایسے ایسے کردار تراشے کہ سننے والے کی روح کانپ اٹھتی لیکن اس کا دل ان کے انجام سے آگاہ ہونے کو مچل اٹھتا۔ گلگاش کی داستان میں ایک آنکھ والا ممبابا' کوہ ماشو کے بچھو نما پہرے دار اور آسمانی بیل سب عجیب الخلقت ہیں۔ آئرلینڈ میں ایک بازو' ایک ٹانگ یا بکریوں' گھوڑوں اور بھینسوں کے سر رکھنے والے فومرز کے سردار' بے او ولف کے قصے میں گرینڈل نامی بلا ایک رات میں شاہی ہال سے تیس تیس جنگجوؤں کو اٹھا لے جاتی اور کھا جاتی ہے۔ آسٹریلیا کے قصوں میں سانپ نما بونے انسان ہیں۔ اژدھے داستانوں کی مخصوص اور عام بلا ہیں۔ دیو اور جن کے بغیر ہندو دیومالا اور مشرق وسطیٰ کی داستانیں مکمل نہیں ہوتیں۔ اسی طرح طلسمی تلواریں' جادوئی گلیم' انگوٹھی اور کراماتی ڈنڈے اور طاقت بخشنے والی عجیب و غریب جادوئی اشیاء ہیں۔ چین میں زندگی دینے والے موتی' عربوں میں ہمیشہ زندہ رکھنے والا آب حیات اور جاپان میں زندگی عطا کرنے والا آڑو' آلو بخارہ اور متعدد پھل ہیں۔

قدیم انسان کی مرغوب داستانیں کیا تھیں' ان داستانوں میں وہ کس طرح کے کردار دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ بات آج کے قاری کے لئے دلچسپی کا پہلو رکھتی ہے۔ دیومالا اور اساطیری ادب عالمی اثاثہ ہے۔ جس طرح ماضی کے آثار کو اس لئے محفوظ رکھا جارہا ہے کہ آنے والی نسلیں انہیں دیکھ کر اپنے ماضی اور ارتقا سے آگاہ ہوسکیں گی۔ اسی طرح قدیم داستانوں اور ان کے کرداروں کا مطالعہ محض ذہنی عیاشی نہیں ماضی سے رابطے کی ایک شکل ہے۔ یہی رابطے سنجیدہ علمی و تحقیقی کام میں بھی مدد دیتے ہیں۔ اردو میں ان رابطوں کو مضبوط بنانے والوں میں ڈاکٹر پروفیسر آرزو چودھری کا نام جگمگاتا رہے گا۔

آغا امیر حسین

پیش از داستاں

مائتھالوجی (صنمیات) سے متعلق یہ میری چوتھی تصنیف ہے۔
پہلے داستان کی داستان' تخلیق ہوئی۔ زاں بعد "دیومالائی جہان" اور "عالمی داستاں" مرتسم ہو کر نشرواشاعت کے مراحل سے گزریں۔

"داستان کی داستاں" عالمی کلاسیکی رزمیہ داستانوں اور اردو داستانوں کا حسین و دلکش مرقع ہے۔ دیو مالائی جہان کلیتاً دیو مالا ہے۔ جس میں ملکوں ملکوں' جتنوں جتنوں کے ذی جلال و جمال اور خالقان کل و کائنات دیوی دیوتاؤں کا بھرپور میلہ لگا ہے' تشکیل و تعمیر کائنات' آفرینش انساں' سیلاب عظیم کے اذکار اور (انسانی) قربان گاہوں سے سجی ہے۔ عالمی داستان میں ابتدائی مذہبی رسوم' روایات' منقص' رزمیہ داستان اور اساطیری قصے کہانیوں کا بڑی خوبصورتی اور تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔

زیر نظر تصنیف "حسن و سہم کی داستاں" دو حصوں میں منقسم ہے' ایک حصہ میں صنمیاتی جہان کی خوش رنگ و آب اور حسین و جمیل دیویوں' دیوتا زادیوں' و لکیریوں' روزالکاؤں' اپسراؤں' ملکاؤں اور مغرور و خود نما شہزادیوں کا خوش نما اور نظر نواز جمگھٹا ہے۔ دوسرے حصے میں دیو مالائی کائنات کے گمنام خطوں' ان دیکھے دشت و جبل' اور بحر و بر کے خوفناک' ڈراؤنے' خونخوار' آدم خور اور عجیب الخلقت اژدہاؤں' دیووں اور قسم قسم کے اجسام و ابدان کے غیر فطری اور محیرالعقول عفریتوں اور بلاؤں کا ازدحام ہے۔ قصہ مختصر "حسن و سہم" میں حسن و شباب کی جلوہ گری بھی ہے اور سہم و ہراس کے نظارے بھی۔

انسان حسن پرست ہے

حسن و جمال کی دید' چاہت' باتوں اور تصور تک میں ایک نشہ

ہے۔ حسن کی نمود و جلوہ آرائی، سے انسان غیر مرئی کیف اور انجانے
سرور میں ڈوب جاتا ہے تو دوسری طرف خوفناک عفریتوں اور رنگا رنگ
بلاؤں کے قصوں اور تذکروں میں بھی اس کے لئے جاذبیت اور کشش
ہے۔ ان کی دہشت زدگی اور خون آشامی کے قصوں میں وہ بخوبی دلچسپی
لیتا ہے اور ان کے بارے میں جاننے اور ان کے انجام سے باخبر ہونے
کیلئے اپنے اندر ایک بے چینی اور ہیجان محسوس کرتا ہے اور جب ان
کے متعلق سب کچھ جان لیتا اور انجام سے باخبر ہو جاتا ہے تو اس کے
اندرونی اضطراب اور ذوق تجسس کو آسودگی اور قرار مل جاتا ہے۔

حسن و سم کی داستان، کی یہی خوبی ہے کہ اس میں فرحت و
انبساط اور خوف و ہراس کی ملی جلی کیفیت کا اہتمام ہے جسے ہم مسرت
آمیز ہراس یا خوف زدہ انبساط کا نام دے سکتے ہیں۔

مائتھالوجی ایک بہت بڑا مضمون اور طویل مطالعہ ہے۔ جس
میں آج کے ناآسودہ انسان کے لئے کتنے ہی اہم اور دلچسپ (مستقل)
موضوعات خوابیدہ ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ انہیں ڈھونڈ کر بیدار کیا اور
سامنے لایا جائے۔

مائتھالوجی میں اقوام عالم کے بعید ماضی، اس کے کلچر، تہذیب، بیاہ
شادی کی رسوم، رہن سہن اور کھیل تماشوں وغیرہ پر لکھا جا سکتا ہے۔
آفرینش کائنات اور تخلیق و تجسیم انساں بذات خود بہت بڑا موضوع ہے۔
سیلاب عظیم اور آگ سے دنیا کی تباہی اور بحالی کے واقعات کو سامنے
لایا جا سکتا ہے۔ پھر پاتال ہے، پاتال کی مملکت ہے۔ سورگ ہے، نرک
ہے۔ عدالت ہائے انصاف اور جزا سزا کا تصور ہے۔ دیس دیس کے ہیروز
اور ہمہ صفت ہیروئنوں کے صف بندی کی جا سکتی ہے۔ رزمیہ داستانوں
کے دلیر اور جری سورماؤں کے کارنامے اور مہمات پر قلم اٹھایا جا سکتا
ہے۔ غرض کہ کتنی ہی دلچسپ باتیں ہیں جو کھوج کی منتظر ہیں۔

آج جلال و جمال کے مظہر اور جگ کے پالن ہار دیوی دیوتا اپنے
حشم و حشم، کروفر، معجزوں، کرشموں، دہشت و جبروت کے ساتھ وقت کے
دھندلکوں میں روپوش ہو گئے ہیں۔ اور ان کے عالی شان معابد، فن تعمیر

کی شاہکار خانقاہیں، پرہیبت اصنام، خوبصورت مجسمے، کھنڈروں، پتھروں اور سنگریزوں کی صورت چار دانگ عالم میں بکھرے پڑے ہیں۔ لیکن دنیا بھر کی اہم زبانیں اور لٹریچر ان کی یادوں، تذکروں اور برتری و بہتری کے قصوں اور دیو مالائی اساطیر سے آج بھی مالا مال ہے اور پھر بھلا زیئس، اپالو، ہرکولیز، کرشن، ارجن، عشتار، ڈائنا، وینس، ارورا، فرے ایا، اوشا اور رادھا کو کون بھلا سکتا ہے۔ جب تک دنیا قائم ہے، اقوام عالم کے لٹریچر خصوصاً شعر و نظم میں دیو مالائی کرداروں کا آنا جانا لگا رہے گا۔

ڈاکٹر آرزو چودھری

خوش رنگ تحریریں
خوش ترین زندگی

سید ضمیر جعفری

خوش کشید

● ضمیر جعفری کی تحریر میں کشمیر کے زعفران مُسکراتے ہیں۔

—— مولانا چراغ حسن حسرت

● مزاح کی صنف میں اتنی مضبوط مگر ابریشمی نثر کم نظر آئیگی۔

—— سید عابد علی عابد

● بشاشت میں رچی ہوئی ایسی نثر ہمارے ہاں کم لکھی گئی

—— شفیق الرحمٰن

● جی چاہتا ہے آپ ہزار برس سلامت رہیں اور ہم بھی آپکی تحریر دلپذیر سے اپنی عمرِ عزیز کو طول دیتے رہیں۔

—— مُشتاق احمد یوسفی

کلاسیک ناشر و تاجر

JALALI BOOKS

دیومالائی جہان میں اگر خوف و ہراس پھیلانے کو قسم قسم کے آتش بار اژدہا، ڈراؤنے عفریت، آدم خور دیو اور عجیب الخلقت بلائیں ہیں تو دلوں کو فرحت و انبساط، اذہان کو آسودگی اور آنکھوں میں طراوت و تازگی لانے کو ستم خیز و جفا و باوفا ملکائیں، خوبرو و دلکش شہزادیاں اور حسین و دلنواز کنیزیں، تحیرزا، جاں آفریں اور ملکوتی حسن سے مالا مال دیویاں، دیوتا زادیاں، ہنس خاتون، ولکیریاں، روزالکائیں، پریاں اور اپسرائیں موجود ہیں۔ یہ خوش نما اور خوش پیکر پیاری پیاری ہستیاں کسی ایک خطے کی پروردہ و آوردہ نہیں۔ چار دانگ عالم کے ارض و سما ان کی دلفریب اور خوبصورت پروازوں سے سجے ہیں اور سمتوں سمتوں کے قریے اور نگر ان کے دلنشیں رنگ و آہنگ سے پرکشش بنے ہیں۔

یخت

بابلی ہیرو "گلگامش کی داستان" میں عشتار کے مندر کی یخت (مغنیہ) کے بے باک اور بخت آزما سراپا کو یوں باج پیش کیا گیا ہے۔

"مندر کی سب سے موہنی یخت نے رنگین اور پیاری پیشواز پہن رکھی تھی۔ ننگے نازک پاؤں میں چاندی کی پازیب' کانوں میں عقیق کی لمبی لمبی بجلیاں ..... اس نے بلوریں بازوؤں پر' چھاتیوں پر خوشبو ملی اور مشک بو زلفوں کے موباف ڈھیلے کر دیئے۔ صبح کی چمکیلی دھوپ اور اس کا صاف ستھرا بے داغ گلابی بدن......"

(بلجامش کی داستان ص 76,75)

ایرک کی یہ حسین و بے حیا خاتون' جنگلی درندوں اور وحشی جانوروں کے بیچ جوان ہونے والے ایابنی (انکیروں) کو اپنے پرشباب بدن کے رعنائیوں بھرے جلووں کی تابش و تاب سے دام میں الجھا کر' رام کرتی ہے اور ایک دوست کی صورت' ہمیشہ کے لئے گلگامش کو سونپ دیتی ہے۔ اور پھر وہ گلگامش کا دست و بازو بن جاتا ہے۔

JALALI BOOKS

عشتار

یہ ایشیائی افروڈائٹی حسن و دلکشی کا پیکر رعنائی ہے

ایک بابلی شاعر نے اپنی اس حسین دیوی کے نہ صرف خود گن گائے ہیں بلکہ اوروں کو بھی اس کی تلقین کی ہے۔ وہ کہتا ہے

"اس دیوی کے گن گاؤ جو دیویوں میں سب سے پر جلال ہے
لوگوں کی ملکہ کا احترام کرو (جو) اگی گی (1) میں سب سے عظیم (ہے)
عشتار کے گن گاؤ! جو دیویوں میں سب سے پر جلال ہے۔
عورتوں کی ملکہ کا احترام کرو! (جو) اگی اگی میں سب سے عظیم ہے"۔

یہی شاعر اس کے حسن و جمال کو یوں باج پیش کرتا ہے۔

"اس کے لب شیریں ہیں۔ اس کا منہ حیات بخش ہے۔

اس کے ظہور سے بھرپور خوشی چھا جاتی ہے۔
وہ درخشاں ہے۔ اس کے سر پر نقاب ڈالے جاتے ہیں۔
اس کا بدن دلپذیر ہے۔ اس کی آنکھیں نور افگن ہیں (2)"۔

عشتار، ارک کے ہیرو گلگامش کی مردانگی، وجاہت اور خوبصورتی پر ریجھ جاتی ہے اور یوں مخاطب ہوتی ہے۔

"گلگامش آ! محبوب مرا تو بن جا
شوہ بن جا! میں بیوی بنوں گی تیری
تجھے سونے زمرد کا رتھ میں دوں گی
اپنے گھر آ، خوشبوؤں میں صنوبر کی
گھر میں اپنے جب تو آئے گا
بیٹھنے والے را پر، چومیں گے قدم تیرے
شاہان آقا شہزادے، جھک سامنے جائیں گے تیرے

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی۔ ص 71)

گلگامش اسے بے وفائی اور ہرجائی پن کے طعنے دیتا ہے اور اس کی زلف گرہ گیر کا اسیر بننے سے حذر کرتا ہے۔ اس پر وہ پاؤں پٹختی اپنے باپ انو (آسمان کا دیوتا) کے پاس جاتی ہے اور اس عظیم ہیرو کو ہلاک کرانے کے لئے ایک عجیب الخلقت "آسمانی بھینسا" بھجواتی ہے۔

افروڈائٹی

افرڈائٹی (Aphrodite) حسن و محبت کی یونانی دیوی ہے۔ جسے رومیوں نے وینس (Venus) کے اجلے اور سجیلے نام سے نوازا۔ جب ہیروں کے جگ مگ جگ مگ ارغوانی پیرہن میں، اپنے پیکر کو دہکائے، کمر میں لاثانی پٹکا باندھے، عاج کے رتھ میں وہ آسمانوں کی سیر کو نکلتی تو اس کے اس رتھ کو خوبصورت قمریاں کھینچتیں۔ وہ قمریاں، جن کی نازک گردنوں میں سبک طلائی زنجیر باگوں کی صورت پڑی ہوتیں۔

ہاتھی دانت کے تخت پر جب وہ حسین اور ملائم کاکلیں اڑاتی نکلتی تو ریشمی پروں والی سبک اندام فاختائیں اس کے گرد خوشنما ہالہ قائم کر لیتیں۔ اس کے جلو میں اگلائیا (Aglaia) ثلیا

(Thalia) اور یوفروزینی (Euphrosyne) نامی نازنینیں ہوتیں۔ اس کا بیٹا ایرس (3) Eros محبت کا دیوتا) تیر کمان ہاتھوں میں لئے' آنکھوں پر پٹی باندھے (4) ساتھ ساتھ چلتا۔

بعض اوقات وہ گلاب کے پھولوں کا عنبریں مکٹ دلکش پیشانی پر سجائے' شان بے نیازی سے گھونگھے پر نمودار ہوتی ہے تو اس کے آس پاس رنگین اور خوشنما مچھلیاں' نازک پیکر جل پریاں' اور ایرس انکھیلیاں کرتے ہمرکاب ہوتے ہیں۔

افروڈائٹی محشر خرام تھی۔ جب پاؤں اٹھاتی تو دھرتی رنگ و نور میں نہا جاتی۔ جہاں قدم رکھتی سبزہ نورس اور گلہائے رنگ رنگ کھل اٹھتے۔ لطیف ہوائیں جلو میں اور میکھا پہلو میں رواں ہوتے۔ گلاب کے پھول کی دلنشیں سرخی بھی اسی کی مرہون احساں ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ ایک دن جب اسے خبر ملتی ہے کہ اس کے عاشق ایڈونس کو جنگلی سؤر نے زخمی کر دیا ہے تو عالم اضطراب میں سہمی سہمی' گھبرائی گھبرائی سی دوڑتی ہے۔ اسی دوران اس کے حسین پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا اور خون بہنے لگتا ہے۔ یہ بہتا خون ایک جنگلی پھول پر گرتا ہے تو وہ دیوی کے خون میں ڈوب کر ہمیشہ کے لئے لہو رنگ ہو جاتا ہے۔

پہلے اسے نیلگوں پانیوں میں سے ننگے بدن نکلتے ہوئے دکھایا جاتا تھا' زاں بعد اسے شگفتہ رو' خوش اندام' جاذب نظر' اور دلاویز خاتون کی صورت پیش کیا جانے لگا۔ بیضوی مکھڑا' بھیگا بھیگا بدن' تھکے تھکے مخمور نیناں اور گلابی مرطوب ہونٹوں پر تبسم کی تاباں بہار۔

اس کی آمد سے متعلق یہ روایت عام ہے کہ سمندر کے پانیوں میں اچانک تموج پیدا ہوا اور پھر وہ جزیرہ سائتھرا (Cythera) (5) کے نواح میں جھاگوں میں سے نمودار ہوئی۔ پیرہن سے تہی۔ اس کا کانچ اور چندن سا بدن پانی میں دمک رہا تھا۔ اور متلاطم موجیں اسے اپنی نرم نرم آغوش میں لئے دھیرے دھیرے جزیرے کی سمت بڑھ رہی تھیں......

ایام ہومر کے بھجنوں میں سے ایک میں اسے خوش رو اور زریں دیوی کہہ کر یوں خطاب کیا گیا ہے۔

"ہوائے مغرب کے نرم جھونکوں نے
اسے بپھرے سمندر میں جنم دیا
لطیف اور شائستہ جھاگوں میں
ان جھاگوں میں جنہوں نے اس کے جزیرے
قبرص کے گرد حصار باندھا تھا
لمحات نے سنہری گجرے تھام کر

خوشی خوشی اس کی پذیرائی کی
جاودانی پیرہن عطا کیا
اور دیوتاؤں کے پاس لائے اسے
انہوں نے اسے جب بنفشی تاج میں دیکھا
تو سائتھرا کو دیکھ حیراں رہ گئے وہ

جب افروڈائٹی افلاک پر پہنچی تو دیوتا اس کے شگفتہ گلابی رخساروں کے محرابی خم' مرطوب لبوں کی جان لیوا رنگین قوسیں اور جمال نیمروز دیکھ' ہوش کھو بیٹھے۔ ہر دیوتا اس بادہ گلگوں سے اپنے دل کی مینا بھر لینا چاہتا تھا۔

(دیومالائی جہان ص 243 تا 248)

رومیوں نے بھی اپنی دیوی وینس کے اسی طرح گیت گائے ہیں۔

پرسیفونی

پاتال کا یونانی دیوتا ہیڈیز (Hades) خوش آہنگ اور بہار آفریں پرسیفونی (6) (Persephone) کا عاشق اور پرستار تھا۔ ایک دن پرسیفونی اپنی جاں سوز اور جاں گسل سہیلیوں کے ساتھ سسلی کی خوبصورت وادی انا میں پھول چن رہی تھی۔ ہری دوب کی نازک نازک مہین سی مرتعش موجوں میں رنگا رنگ خوش نما غنچوں اور نو بہ نو پرکشش پھولوں کے بھنور اٹھ اٹھ دعوت نظارہ دے رہے تھے۔ کیف آگیں گلاب' دلآویز بنفشہ' روح پرور آئرس اور نظر نواز سنبل کی چسیدہ و پریدہ بہاروں نے اس دیدہ زیب وادی کو پارہ ارم بنا رکھا تھا۔

نوبہار پرسیفونی اور اس کی جمیل وجاں ستاں سہیلیاں' اس پارہ ارم کی اپسرائیں جان پڑتی تھیں۔ ایسی اپسرائیں جن کے لطیف' مرطوب اور لعلیں خمیدہ ہونٹوں پر سے رنگبار قہقہوں اور عطر فشاں تبسم کی حسین و سبک تتلیاں اڑ اڑ اور پرسمیٹ سمیٹ' پھولوں پر گر رہی ہوں' گویا وہ پھول چننے کے بہانے اس کشت رنگ و بو کے پھولوں میں' ہنس ہنس' اپنے ہاتھوں رعنائی' رنگینی' خوشبو اور روشنی تقسیم کر رہی تھیں۔

ہیڈیز کو پرسیفونی کی اطلاع ملی تو وہ رتھ اڑاتا' اپنے بھائی زیوس کے پاس پہنچا اور اسے اپنے دل کی بے کلی سے آگاہ کیا۔ زیوس نے متاثر ہو کر اپنی ماں رھیا سے کہا کہ وہ وادی انا

میں ایسا دیدہ زیب پھول کھلائے جسے دیکھ پر سیفونی بے چین ہو جائے۔ چنانچہ رھیا نے بلا تامل اس وادی گلبار و گلنار میں پھولوں کی راج رانی نرگس کو کھلا دیا۔ اور پھر جھاڑیوں کا ایک سحر آفریں جھنڈ ظاہر ہوا۔ جس کی ہر جھاڑی کی جڑوں میں سے سو سو پھول سر نکالے اپنی رنگ بھری مسکانوں کا جادو جگا رہے تھے۔ ان پھولوں کی عجیب پھبن' عجیب چھب' عجیب تمکنت اور عجیب نکہت تھی۔ گنگا جمنی شان' استعجاب خیز رعنائی۔ انسان تو انسان' دیوتا بھی مسرور ہو' جھومنے لگے۔ لامحدود آسمان' بے کنار زمین اور بے کراں سمندر بھی ہنس رہے تھے۔

پر سیفونی کی نگاہ ان پھولوں پر پڑی تو بے ساختہ ان کی اور لپکی۔ اس وقت اس کی دلارام اور دلکش سہیلیاں وادی کی دوسری سمت میں پھول چن رہی تھیں۔ پر سیفونی تنہائی کے احساس سے کچھ جھجکی' سہمی' ڈری لیکن ان پھولوں کو پالینے کی خواہش کو نہ دبا سکی۔ اس نے ان مسحور کن ملکوتی پھولوں کی طرف اپنا سجیلا اور کومل ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ گڑگڑاہٹ کے ساتھ زمین شق ہوئی اور ہیڈیز عزم نو کے ساتھ نمودار ہوا۔ سیاہ فام اور مضبوط گھوڑے اس کے رتھ کو کھینچ رہے تھے۔ ہیڈیز نے ایک پل ضائع کئے بغیر خوش آب و رنگ پر سیفونی کو اپنے تواں بازوؤں میں سمیٹا اور خواب کے مثال نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

KUTUB KHANA JALALI BOOKS JALALI
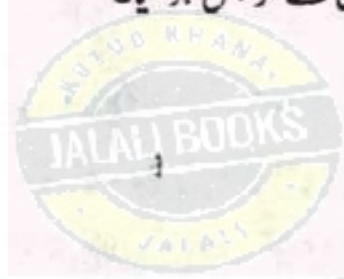
سرسی

جزیرہ ایایا (Aeaea) کی خوبصورت بالوں والی سرسی (Circe) ایک بلند جگہ پر چار کنیزوں کے ہمراہ نفیس پتھروں سے بنے شاندار مکان میں رہتی ہے۔ اس کے مکان کے چاروں جانب سؤر' بھیڑیئے اور شیر پھرتے رہتے ہیں۔ یہ اصل درندے نہیں بلکہ وہ آدمی ہیں جنہیں اس نے طلسمی مشروب پلا کر ان درندوں میں بدل دیا ہے۔

اوڈسس اپنے گیارہ جہازوں کو سمندر میں کھو کر ایک جہاز کے ساتھ اس جزیرے میں پہنچتا ہے۔ وہ دو دن آرام کرتا ہے اور تیسرے دن جزیرہ کا جائزہ لینے کو جزیرے میں داخل ہوتا ہے۔ اسے دور ایک گھر سے دھواں اٹھتا دکھائی دیتا ہے۔ اوڈسس اپنے معتبر ساتھی یوری لوکس (Eurylochus) کی سربراہی میں اس گھر کا پتہ لگانے کو بائیس آدمی بھیجتا ہے۔ سرسی طلسمی مشروب پلا کر انہیں سؤر بنا لیتی ہے۔ یوری لوکس بچ نکلتا ہے اور اوڈسس کے پاس پہنچتا ہے۔ چنانچہ اوڈی سس اب بذات خود اپنے آدمیوں کی خبر گیری کو روانہ ہوتا ہے۔ راستے میں زرین

عصا بردار دیوتا ہرمیز (7) سے اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ ہرمیز اسے ایک جڑی بوٹی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی موجودگی میں وہ ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

وہ سری کے گھر پر پہنچتا ہے تو سری خوش ہو کر اس کی پذیرائی کرتی اور مشروب پلاتی ہے۔ لیکن اس مشروب کا اوڈسس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پھر وہ ہرمیز کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے سری کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔ سری اس کے آدمیوں کو دوبارہ اصل صورت میں لے آتی ہے اوڈسس اور اس کے ساتھی ایک سال سری کے مکان میں قیام کرتے ہیں اور وہ خوب ان کی خاطر و مدارت کرتی ہے۔ سری ہی اوڈسس کو بھوتوں (ارواح) کو بلانے کا طریقہ کار سمجھاتی اور راستے کے خطرات سے آگاہ کرتی ہے اور اس کے خوبصورت بچے ٹیلی گونس (Telegonus) کی ماں بنتی ہے (8)۔

خوبصورت بالوں والی سری جسے اوڈسس ہمیشہ عظیم دیوی کہہ کر مخاطب کرتا ہے بہت حسین ہے۔ اس کے گیتوں میں سرور ہے۔ روانگی کے وقت وہ جہاز تک انہیں چھوڑنے آتی ہے تو اوڈسس اس کا یوں ذکر کرتا ہے:

> "اس پری نے لمبا روپہلا لباس زیب تن کیا۔ عمدہ بنت کا یہ لباس انتہائی پرکشش تھا۔ اس نے اپنی کمر کے گرد خوبصورت سنہری پٹکا باندھا اور سر کو نفیس رومال سے ڈھانپ کر باہر نکلی"۔
>
> (دی اوڈیسی آف ہومر۔ ص 158)

ہیلن

ہیلن دیوتا زادی (9) اور سپارٹا کی شہزادی ہے

انتہائی نظر نواز' دیدہ زیب' جاں فزا' جس کے گرد دم سازوں اور عشاق کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے ہر کوئی ہیلن کو رفیق زندگی بنانا چاہتا ہے۔ پرستاروں کی تعداد کے پیش نظر ہیلن کو اپنا بر چننے کی اجازت دے دی جاتی ہے چنانچہ وہ اپنی بہن کلائٹم نسترا کے خاوند شاہ ارگس ایگامیمنن کے بھائی مینی لوس (Minelaus) کو اپنے لئے چن لیتی ہے۔

مینی لوس اور ہیلن کئی سال اکٹھے رہتے ہیں اور ان کے ہاں ہرمیونی نام کی بیٹی پیدا ہوتی ہے اور پھر ایک دن ٹراجن شہزادہ پیرس حسن و محبت کی دیوی افروڈائٹی کی اعانت سے ہیلن کو اغواء کر لے جاتا ہے (10)۔ اس پر یونان کے راجا' مہاراجا' سورما اور جنگ جو سب اکٹھے ہو کر

شاہ ارگس ایگا میمنن کی سرکردگی میں اہل ٹرائے سے جنگ کرتے ہیں۔ جو نو سال جاری رہتی ہے اور ٹرائے تباہ ہو جاتا ہے۔

پینتھی سیلی

پینتھی سیلی (Penthesilea) قدیم یونانیوں کے جنگ کے دیوتا اریز (Ares) کی بیٹی اور ایمزنوں (جنگجو خواتین) کی ملکہ تھی۔ ہیروڈوٹس کے مطابق سائتھیا (Scythia) ان جنگی خواتین کا علاقہ تھا۔

خوش رو اور خوش اندام پینتھی سیلی، پرائی ام کے بیٹے شہزادہ ہیکٹر کے جنگ میں مارے جانے کے بعد اہل ٹرائے کی مدد کو آتی ہے۔ وہ جنگجو خواتین کے دستے کے ساتھ میدان جنگ میں یونانیوں کا بڑی دلیری سے مقابلہ کرتی ہے اور پھر اکیلیز کے ہاتھوں ماری جاتی ہے۔ اکیلیز جو اس دوران اسے دل دے بیٹھا تھا اس کے مارے جانے پر دھاڑیں مار مار کر روتا ہے۔ تھری ٹیز (Thersites) اس کا مذاق اڑاتا ہے تو وہ اس کا سر قلم کر دیتا ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپے ین ٹو انگلش لٹریچر۔ ص 605)

ڈیانرا

ای نئیس (Oeneus) شاہ اےطولیا کی حسین ترین بیٹی جس کے بہت سے چاہنے والے تھے چنانچہ ای نئیس کو اعلان کرنا پڑا کہ سب سے جری اور طاقتور انسان شہزادی کا حقدار ہو گا۔ ہرکولیز کا کوئی مدمقابل نہ تھا۔ لہٰذا شہزادی اسے مل جاتی ہے۔ ہرکولیز ڈیانر (Deianira) کو لے کر روانہ ہوتا ہے۔ راستے میں ایک ندی (Evenus) پڑتی تھی جس میں باڑھ آتی تھی۔ یہاں نی سس (Nessus) نامی ایک قنطور انہیں دوسرے کنارے پر پہنچانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔ وہ شہزادی کو لے کر دوسرے کنارے پر پہنچتا ہے تو اس کی نیت خراب ہو جاتی ہے وہ شہزادی سے دست درازی کرتا ہے چنانچہ ہرکولیز زہر آلود تیر سے اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

قنطور اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کو مرنے سے پہلے، اپنا خون آلود لباس شہزادی کو پیش کرتا اور کہتا ہے کہ اس لباس میں کسی بھی خاوند کو غیر قانونی اور ناجائز محبت سے روکنے اور بچانے کی شکتی ہے۔ شہزادی اس سے یہ لباس لے لیتی ہے اور جب ہرکولیز اس سے بے وفائی کرتا ہے تو وہ یہ لباس اسے پہننے کو دیتی ہے۔ جسے پہن کر وہ ابدی نیند سو جاتا ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپے ین ..... ص 215

JALALI BOOKS

پولگزنیا

شاہ ٹرائے پرائی ام (Priam) اور ملکہ ہیکوبا (Hecuba) کی خوبرو بیٹی شہزادی پولگزنیا (Polyxena) مال غنیمت کے طور پر ٹراجن وار میں شریک یونانیوں میں سب سے جری اور دلیر ہیرو اکیلیز کے حصے میں آتی ہے۔ اکیلیز اس کی خوبصورتی پر مرمٹتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اکیلیز اس کی چاہت میں اس قدر مضطرب اور بے چین ہوتا ہے کہ گھر پہنچنے کا بھی انتظار نہیں کرتا اور اسے لے کر فوراً اتھینا مندر میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں الگزنیا کا بھائی شہزادہ پیرس پہلے ہی سے اکیلیز کی تاک میں لگا تھا چنانچہ جب اکیلیز وہاں پہنچتا ہے تو وہ دھوکے سے اسے قتل کر دیتا ہے (11)۔

جب یونانی ٹرائے کی جنگ سے کامیاب لوٹ رہے ہوتے ہیں اس وقت اکیلیز کا بھوت نمودار ہوتا پولگزنیا کا مطالبہ کرتا ہے چنانچہ اکیلیز کا بیٹا نیوپٹولیمس (Neoptolemus) پولگزنیا کو کھینچ کر سنگ مزار کے قریب لے جاتا ہے اور ذبح کر دیتا ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپے نین ٹو انگلش لٹریچر ص 630'4)

حسین ملکائیں

حسین و جمیل ملکائیں۔ کلائٹم نسٹرا (Clytemnestra) اور پینل اوپی (Penelope) ایک دوسری کے ضد ہیں۔ ایک بے مہرو وفا اور دوسری پیکر وفا۔ کلائٹم نسٹرا' شاہ ارگس ایگا میمنن (Agamemnon) کی ملکہ اور ہیلن کی بہن اور پینل اوپی اتھاکا کے حکمران اوڈسس کی ملکہ ہے۔ ایگامیمنن اور اوڈسس یونانی سورماؤں اور جنگجوؤں کے ساتھ جہازوں میں ہیلن کی بازیابی کے لئے ٹرائے روانہ ہوتے ہیں۔ ٹرائے کی بربادی اور ہیلن کی بازیابی کے بعد (دس برس بعد) وہ جب اپنے وطن کو مراجعت کرتے ہیں (12) تو دونوں ملکائیں اپنے اپنے طور پر ان کا سواگت کرتی ہیں۔

کلائٹم نسٹرا

ایگامیمنن ٹرائے سے خوشی خوشی لوٹتا ہے تو اس کی ملکہ کلائٹم نسٹرا اور اس کا عاشق ایجس تھس (Aegisthus) دعوت کے بہانے' ایگامیمنن اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔

ایگامیمنن کا بھوت (روح) (13) اوڈسس کو اپنی موت کا قصہ سناتے ہوئے کہتا ہے:

"میری موت اور تباہی کی سازش کلائٹم نسترا اور ایجس تھس نے مل کر تیار کی۔ اور ضیافت کے بہانے، مجھے اور میرے ساتھیوں کو خون میں نہلا دیا۔ میرے ساتھی میرے چاروں طرف اس طرح مارے گئے جیسے سفید دانتوں والے سؤر کو کسی امیر اور صاحب قوت شخص کی شادی یا کسی خاص ضیافت یا مسرتوں بھرے کسی تیوہار پر کاٹ ڈالا جاتا ہے۔

شراب کے چھلکتے پیالوں اور اشیائے خوردونوش سے سجی میزوں کے آس پاس میری اور میرے ساتھیوں کی لاشیں پڑی تھیں اور ہال کا پختہ فرش خون میں ڈوبا تھا۔ اس المناک سین کا سب سے اذیت ناک لمحہ وہ تھا جب میں نے پرائی ام (ٹرائے کا بادشاہ) کی بیٹی کیسنڈرا (Cassandra) (14) کی چیخ سنی۔ کلائٹم نسترا میرے قریب ہی کیسنڈرا کو ذبح کر رہی تھی۔ مرتے مرتے میں نے تلوار پر ہاتھ ڈالا لیکن موت نے مہلت نہ دی۔ میری آنکھیں مند گئیں اور ہونٹ سختی سے بند ہو گئے۔

اوڈسس! بیوی کو سب کچھ بتلا دو! لیکن دل کی بات نہ کہو۔ کچھ نہ کچھ چھپا کر ضرور رکھو۔ میں ایک بات اور کہوں گا۔ تمہاری بیوی پینل اوپی انتہائی عاقل اور سمجھ دار دل کی مالک ہے۔ وہ تم پر کبھی تشدد نہیں کر سکتی۔

میں جب جنگ پر روانہ ہوا۔ کلائٹم نسترا (15) جوان تھی اور اس کی گود میں چھوٹا سا بچہ تھا جو اب تو شاید مردوں میں اٹھنے بیٹھنے لگا ہو۔ وہ یہ سن کر کس قدر خوش ہوا ہو گا کہ اس کا باپ واپس آ رہا ہے۔ وہ اپنے باپ سے لپٹ جائے گا دوسرے بچوں کی طرح۔ لیکن میری بیوی نے تو اسے دیکھ کر میری نگاہوں کو محظوظ ہونے کی بھی مہلت نہ دی اور مجھے اس کے آنے سے پہلے ہی موت کی نیند سلا دیا"۔

(دی اوڈیسی آف ہومر۔ ص 73-172)

پینل اوپی

اوڈسس کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ تو پینل اوپی کے حسن بار، عنبریں جلووں اور مال و دولت

کے لالچ میں اس کے بہت سے دعویدار عشاق پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان سب کا بڑے گھرانوں سے تعلق ہے۔ شاہی محل پر ان کا قبضہ ہے وہ وہیں کھاتے اور پیتے ہیں۔ پینل اوپی اور اس کا بیٹا ٹیلی میکس (Telemachus) ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پینل اوپی بے بس ہے۔ لیکن انتہائی سمجھ دار۔ وہ کسی نہ کسی بہانے دس سال تک انہیں ٹالتی رہتی ہے اور پھر ایک دن اتھینی (Athene) (16) کے مشورہ پر اوڈسس کی بھاری کمان ان کے درمیان ڈال کر کہتی ہے کہ جو کوئی اس کمان کے ذریعے بارہ کلہاڑوں کی دو رویہ قطار میں سے تیر گزارے گا اس کا حق دار ہو گا۔

تمام عاشق اس آزمائش میں ناکام رہتے ہیں۔ زاں بعد اوڈسس فقیر کے بھیس میں یہ شرط پوری کرتا ہے اور اپنے محل کے سب دروازے بند کرا کے اپنے بیٹے ٹیلی میکس اور دو ملازموں کی مدد سے ان بے حیا عاشقوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اور یوں بکھرے خاندان کے افراد بیس سالوں کے بعد ایک بار پھر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

اٹے لینٹا

اٹے لینٹا (Atalanta) کی بد بختی کا آغاز اسی دن سے شروع ہو گیا تھا جس دن اس نے جنم لیا۔ اس کا باپ یعنی شاہ آرکیڈیا' ایاسس (Iasus) بیٹے کا خواہش مند تھا۔ بیٹی کا سن کر آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ بچی کو قریبی پہاڑ پر پھینک دیا جائے چنانچہ بچی کو ستاروں کی چھاؤں میں قریب ترین ملک کیلے ڈن (Calydon) کی ایک پہاڑی چٹان پر چھوڑ دیا گیا۔ جسے ایک مادہ ریچھ اٹھا کر اپنے بھٹ میں لے آئی۔

مادہ ریچھ کے بھٹ سے کچھ فاصلے پر' وادی کے اس پار' کیلے ڈن کے بادشاہ ای نینس (Oeneus) کا قلعہ تھا۔ اس بادشاہ کے بیٹے میلیگر (Meleager) کو بھی ان ہی دنوں ایک عجیب صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ میلیگر محض تین دن کا تھا کہ ایک بوڑھی خاتون جس کے ہاتھوں میں چاندی کی ایک بڑی سی قینچی تھی اس کی ماں ایلتھیا کے پاس آئی۔ خاکستری رنگ کی یہ بوڑھی خاتون اٹروپس تھی۔ تین فینیز (17) میں سے ایک--- ملکہ اسے دیکھ کر ڈر گئی۔ وہ آتے ہی کہنے لگی۔ "ہم تم پر مہربان ہیں۔ اس لئے میں تمہیں یہ بات بتلا رہی ہوں"۔ اس نے آتش دان میں جلتی ہوئی ایک لکڑی کی طرف اشارہ کیا "وہ جلتی لکڑی دیکھو! تمہارے بیٹے کی زندگی اس لکڑی میں ہے۔ جب یہ جل جائے گی تمہارا بیٹا بھی مر جائے گا"۔ بوڑھی خاتون یہ کہہ کر غائب ہو گئی۔ ملکہ نے دوڑ کر وہ لکڑی اٹھا لی اور اسے بجھا کر ایک صندوق میں رکھ دیا۔

شہزادہ میلیگر جوان ہوا تو وہ ایک ماہر شکاری تھا۔ اس کے شکار کردہ شیروں' ریچھوں اور بھیڑیوں کی کھالوں سے قلعے کا فرش اور ہرنوں کے سروں سے دیواریں سج گئی تھیں۔

کیلی ڈن کا بادشاہ کو اس بات کا بڑا دکھ تھا کہ شہزادہ کیلی ڈن کی کسی بھی خاتون کو پسند نہیں کرتا وہ جب بھی شادی کے لئے کہتا' وہ بول اٹھتا

"ابا حضور! پلیز۔ یہ نرم و نازک' چیخنے چلانے والی چھوٹی موٹی چیزیں' جو نا نیزہ پھینکنا جانتی ہیں اور نہ تیر چلانا اور نہ گھوڑے پر سوار ہونا۔ میں ان کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ میں تو صرف اس لڑکی سے شادی کروں گا جو شکار میں میرے ساتھ شریک ہوگی"۔

ایک دن قریبی پہاڑی کے ڈھلوان پر ایک بھاری بھرکم ریچھ سے شہزادہ کا سامنا ہو گیا۔ تنومند ریچھ شہزادہ پر جھپٹا۔ شہزادہ میلیگر کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا تھا۔ وہ بمشکل خنجر نکال سکا۔ ریچھ کے زبردست پنجے کی ضرب سے بچنے کے لئے وہ جھک گیا۔ اور پھر بڑی پھرتی سے خنجر ریچھ کی گردن میں پیوست کر دیا۔ وہ جب سنبھلا تو ریچھ ڈھلوان پر اتر رہا تھا۔ خنجر گردن میں پیوست تھا اور زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ میلیگر اس کے پیچھے دوڑا۔

زخمی ہونے کے باوجود ریچھ تیز تیز جا رہا تھا۔ وہ جلدی ہی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ میلیگر خون کے نشانات دیکھتا آگے بڑھتا گیا۔ زخمی ریچھ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے دوپہر ہو چلی تھی۔ تیز سورج سر پر چمک رہا تھا۔ ریچھ کی تلاش میں وہ ایک خمیدہ چٹان کے قریب پہنچا تو اس نے ایک حیران کن منظر دیکھا۔ ایک قد آور لڑکی جس کے جسم پر بھاری سمور دار لبادہ تھا۔ ننگے پاؤں' بڑے بڑے ڈگ بھرتی' پہاڑی پر سے تیزی سے اتر رہی تھی۔

"اس قدر تیز دھوپ میں اس نے سمور دار لبادہ کیوں اوڑھا ہے" اس نے دل میں سوچا اور پھر دیکھا اس کے بدن سے تو خون بھی گر رہا تھا۔ لیکن جلدی ہی وہ حقیقت جان گیا۔ اس کی پیٹھ پر زخمی ریچھ تھا جس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ زخمی ریچھ کا سر خاتون کے شانوں پر دھرا تھا اس کا خنجر ابھی تک ریچھ کی گردن میں پیوست تھا۔ اس نے لڑکی کا راستہ روک لیا۔ لڑکی نے بڑی آہستگی سے زخمی ریچھ کو زمین پر لٹایا اور اس کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی۔

"وہ اس کی خوبصورتی اور دلکشی دیکھ کر ششدر رہ گیا وہ اسی کی طرح قد آور تھی۔ ہرن کی طرح لمبی ٹانگیں' بھیڑ کی کھال کے چھوٹے سے روی کوٹ میں ملبوس' گھنے براؤن بال گھٹنوں تک لٹکے ہوئے اور سرخ و سپید چہرہ گرد آلود' اس کے دودھیا ننگے بازو اور شانے خون میں بھرے تھے"۔

اس کی آتما پکار اٹھی۔ کائنات میں محض یہی لڑکی اس کے لئے تخلیق کی گئی ہے۔

"یہ میرا ریچھ ہے؟ اس نے کہا۔ "لیکن تمہیں دیتا ہوں"۔

"تمہارا ریچھ"۔

"ہاں! میرا شکار۔ میرا خنجر ابھی تک اس کی گردن میں پیوست ہے۔ اسے ڈھونڈتے پورا دن گزر گیا۔ لیکن پھر بھی تم اسے لے جا سکتی ہو"۔

لڑکی چیخ اٹھی۔ وہ تیزی سے جھکی۔ ایک وزنی پتھر باآسانی اٹھایا اور اس کے سر پر پھینکا۔ وہ جھک گیا۔ پتھر اس کے سر کے بالوں کو چھوتا ہوا دور جا گرا۔ اب اس نے جھک کر ریچھ کی گردن میں سے خنجر نکالا اور اس کی طرف آہستہ آہستہ بڑھی۔

"یہ ریچھ میرا بھائی ہے۔ جسے تم نے مار ڈالا"۔ لڑکی نے کہا "میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

"سویٹ خاتون! تم مجھے موت سے زیادہ تلخ پاؤ گی۔ اپنا نیزہ اٹھا کر سامنے آؤ"۔ آزردہ خاتون نے نیزہ اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ وہ ایک طرف ہو گیا۔ نیزہ نے ایک نمال کو دو نیم کر دیا تھا۔ وہ خالی ہاتھ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"تم نہتے کیوں ہو گئے جبکہ میں تمہیں مار ڈالنا چاہتی ہوں"۔

"پھر آگے بڑھو! اور خنجر میرے سینے میں اتار دو!"

وہ خنجر پھینک کر غصے میں چیخی۔

"میں خالی ہاتھ بھی تم سے نبٹ سکتی ہوں"۔

دوشیزہ اس پر جھپٹی۔ اس نے اس کا بازو پکڑ کر نرمی سے مروڑا۔ لیکن وہ اتنی مضبوط تھی جتنی کہ جنگلی گھوڑی۔ وہ ریچھ کی بے نور آنکھوں کے سامنے تیز دھوپ میں لڑتے رہے۔

اس نے ریچھ کے بچوں کے ساتھ پرورش پائی تھی۔ ان کے ساتھ بھاگتی' دوڑتی اور شکار کرتی رہی تھی۔ اور اب ریچھنی ہی کی طرح مضبوط اور توانا تھی۔ وہ جھبرے ریچھوں کے ساتھ کھلتی رہی تھی لیکن اس وقت حیران تھی کہ اس کے ہاتھ پاؤں جھبرے ریچھوں کے برعکس نرم اور چکنے کیوں ہیں۔ ان پر بال کیوں نہیں اور جب اس نے میلیگر کے جسم کو اپنی طاقتور گرفت میں لیا تو اسے اس کی ملائمت کا احساس ہوا کہ یہ تو میرا اپنا ہی بدن ہے۔ اس زور آزمائی میں وہ یہ بھی نہ جان سکی کہ اس کا جسم کہاں سے شروع ہوتا ہے اور خود اس کا کہاں پر ختم ہوتا ہے۔ اور پھر یوں لگا جیسے پامال گلاب گھاس کی مہک' میٹھی کہر کی صورت اس پر غنودگی سے طاری کر رہی ہے۔ اس کے گھٹنے جواب دے رہے ہیں۔ وہ جو پہاڑی ڈھلانوں پر میلوں دوڑا کرتی اور دوڑ میں پہاڑی بکریوں کو بہت پیچھے چھوڑ جایا کرتی۔ اب خود اس کی ٹانگیں نقاہت محسوس کر رہی

JALALI BOOKS

ہیں۔

اس کا ذہن جب ماؤف اور تاریک ہو رہا تھا۔ آخری خیال یہ آیا "یہ کوئی جادوگر ہے جو مجھ پر طلسم پھونک رہا ہے۔ فسوں لئے برسرپیکار ہے"۔ جب اس کا ذہن صاف ہوا تو دیکھا کہ وہ دونوں زیتون کے مڑے تڑے درخت کی طرف پہنچ گئے' چٹانوں کے پہلو میں بیٹھے نیلگوں خلاؤں کو گھور رہے ہیں۔ جہاں ایک براؤن شاہین خم کھاتے ہوئے مراجعت کر رہا تھا۔

اس وقت بھی ان کے بازو ایک دوسرے کے بازوؤں میں الجھے تھے۔ جیسے وہ گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ لیکن اجسام ساکت تھے۔ وہ اسے اپنا نام بتا رہی تھی۔

"میں اٹلینٹا ہوں' اس پہاڑ اور ریچھوں کے قبیلے سے تعلق رکھتی ہوں"۔

"میرا نام میلی گر ہے اور وطن کیلیڈن ہے"۔

اور پھر میلی گر کو وہ شکارن مل گئی جس کے خواب اس نے دیکھے تھے۔ اب وہ دونوں اکٹھے' نشیبی علاقوں' پہاڑوں' بنوں' دلدلوں اور میدانوں میں شکار کھیلتے۔ پیدل' کبھی گھوڑوں پر' کبھی کتوں اور کبھی لمبی لمبی ٹانگوں والی ان شکاری بلیوں کے ساتھ جنہیں مصر سے درآمد کیا گیا تھا۔ اور جو چیتاہ (Cheetah) کہلاتی تھی۔

بطور شکاری ان دونوں کی شہرت ہر جگہ پھیل گئی اور پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ خوبصورت نیزہ باز میلی گر کی لمبی' مضبوط اور پھرتیلی شکارن ساتھی کو دیکھ لوگ کہنے لگے' ارٹمیس بذات خود دھرتی پر آگئی ہے"۔ ان باتوں کی خبر شکار کی دیوی اور جنگلی اشیاء کی خاتون ارٹمیس کو ہوئی تو وہ چیخ اٹھی۔

"میں انہیں بتا دوں گی کہ یہاں فقط ایک ہی ارٹمیس ہے۔ میں ان کے لئے ایسا شکار تیار کروں گی کہ دونوں زندگی بھر یاد رکھیں گے"۔

چنانچہ اس نے دریائے سکمینڈر (Scamander) (18) سے مٹی لے کر گینڈے سے بڑے قد کا' خاکستری رنگ اور خونیں آنکھوں والا ایک وحشی سؤر بنایا۔ اس کے دانت اتنے تیز اور مضبوط تھے کہ وہ ٹکر مار کر تناور درخت کو گرا سکتا تھا۔ اس نے اس خون آشام سؤر میں غضب ناکی اور دہشت ناکی کی آگ بھر کر اسے کیلیڈن کے دیہاتوں کو تباہ کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا۔

اس وحشی درندے نے تھوڑے ہی عرصے میں موت اور دہشت پھیلا دی۔ فصلیں تباہ کر دیں۔ کسانوں کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا۔ گھوڑے' مویشی اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ گلہ بانوں سمیت ہلاک کر دیئے ___ اس کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ چرواہوں نے پہاڑی ڈھلوانوں پر بھیڑ بکریاں چرانے سے انکار کر دیا اور کسانوں نے کھیتوں میں کام کرنا چھوڑ دیا۔

بادشاہ کو انتہائی تشویش تھی اور میلی گر پاگل ہوا جا رہا تھا۔ اس نے باپ کے سامنے قسم کھائی کہ وہ اس سئور کو ہلاک کر کے رہے گا۔

بادشاہ نے کہا "نہیں میرے بیٹے۔ یہ معمولی سئور نہیں۔ مجھے تو یہ کسی دیوتا کا فرستادہ عذاب لگتا ہے۔ جسے ہم نے اپنی نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے نادانستہ طور پر ناراض کر دیا ہے۔ میں نے دیوی دیوتاؤں کے حضور قربانیاں بھی پیش کیں۔ لیکن پھر بھی اس تباہ کار درندے سے نجات نہ ملی"۔ "فادر' کہہ جو دیا اسے ہلاک کر کے رہوں گا"۔

"نہیں بیٹے۔ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو یہ ملک تمہاری ماں کے احمق بھائیوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا" وہ کچھ سوچ کر بولا "اچھا تو ہم ایسا کرتے ہیں کہ اسے ہلاک کرنے کے لئے یونان بھر کے شکاریوں کو دعوت دے دیتے ہیں اور یہ بہت بڑا کارنامہ ہو گا"۔

چنانچہ ہیلاس (یونان) کے تمام سورماؤں کو پیغام بھیج دیا گیا کہ وہ کیلیڈن آئیں اور جنگلی سئور کے شکار میں ہاتھ بٹائیں۔ کیلیڈن آنے والے سورماؤں میں وہ جنگجو بھی شامل تھے جو بعد میں جیسن کے شریک سفر ہوئے اور جنگ ٹرائے میں بھی حصہ لیا۔

"میں شہزادہ کی طرف سے بڑا فکر مند ہوں" بادشاہ نے ملکہ کو کہا۔

"اسے کچھ نہیں ہو گا" ملکہ بولی "فینیز نے مجھے اس کا محافظ بنایا ہے" پھر اس نے صندوق کھول ادھ جلی لکڑی بادشاہ کو دکھائی "جب تک یہ لکڑی جل نہیں جاتی۔ شہزادہ نہیں مر سکتا۔ اور پھر میں احتیاطاً" اپنے دو بھائیوں کو بھی ساتھ بھیج رہی ہوں جو اس جنگلی لڑکی کو شکار میں شامل نہیں ہونے دیں گے"۔

"ایسی غلطی مت کرنا۔ شہزادہ اسے بہت چاہتا ہے۔ اور اسی سے شادی کرے گا"

"وہ ایسا نہیں کر سکتا" ملکہ چیخی "میرے ہوتے ہوئے اسے گھر میں نہیں لا سکتا"۔

"اچھا' اچھا میرے سامنے اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔ اس پر پھر کبھی گفتگو ہو گی"

دوسری صبح جب شکاریوں نے اپنے میزبان میلی گر کو اٹلینٹا کے پہلو میں گھوڑے پر سوار دیکھا تو حیران رہ گئے۔ حسین اور نرم وگداز شکارن نے بھیڑ کی اون کا نیا رومی کوٹ پہنا تھا۔ وہ کمان اور تیروں بھرا ترکش کاندھے سے لٹکائے ہاتھ میں نیزہ تھامے' ایک شان سے گھوڑے پر سوار تھا۔ ان میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئی تھیں۔ بعض ناراض تھے اور بعض اس کی خوبصورتی دیکھ کر پیچ و تاب کھانے اور میلی گر سے حسد کرنے لگے تھے۔

میلی گر کے دونوں ماموؤں کی داڑھیاں غصے سے تھرتھرا رہی تھیں۔ وہ شہزادے کی طرف

بڑھے "یہ سراسر بے عزتی ہے" انہوں نے کہا "تم اپنی اور معزز مہمانوں کی بے عزتی کر رہے ہو وہ پہاڑیوں میں پلنے والی ریچھ کی بیٹی کے ساتھ گھڑسواری پسند نہیں کریں گے" میلی گر نے اپنا گھوڑا ان کے درمیان ڈالا اور ان کے ہتھیار اتنی زور سے گرفت میں لئے کہ انہیں اپنی کہنیاں اس کے فولادی ہاتھ میں بل کھاتی محسوس ہوئیں۔

"بس اور کچھ نہیں ____ " اس نے کہا "اگر اب کوئی اور لفظ منہ سے نکلا تو میں شکار کا یہ پروگرام ختم کر کے سب کو واپس بھیج دوں گا۔ اور پھر میں اور اٹلیسٹا دونوں مل کر سور کا شکار کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے میں تمہاری کھوپڑیاں توڑ ڈالوں گا تاکہ مہمان جان جائیں کہ اصل معاملہ کیا ہے"۔

وہ خاموش ہو گئے اور شکاری آگے بڑھے۔

ایک جگہ بید مجنوں کے جھنڈ میں، دو چٹانوں کے بیچ، جنگلی سوڑ کھڑا تھا۔ یہ جگہ بہت تنگ تھی۔ صرف دو آدمی بیک وقت گزر سکتے تھے۔ شکاری بھی محتاط تھے۔ انہوں نے اندھا دھند حملہ نہیں کیا۔ وہ سور کو چٹانوں میں سے باہر نکالنے کے لئے چیختے، چلاتے اور ڈھالیں بجاتے رہے۔ وہ اس کی جسامت اور رفتار کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ جنگلی سور تھوڑا سا آگے آیا اور پھر بید مجنوں کے جھنڈ میں سے اتنی تیزی سے نکلا جیسے کوئی مدور بھاری بھرکم پتھر کسی پہاڑی سے ٹوٹ کے گرتا ہے۔ شکاریوں کے ہجوم میں گھس کر اس نے تہلکہ مچا دیا، استرے ایسے اپنے تیز کھروں سے دو شکاریوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ شکاریوں میں بھگدڑ مچ گئی تھی وہ بھاگتے شکاریوں پر دوبارہ حملہ آور ہوا اور اپنے تیز دانتوں سے ایک شکاری کی ٹانگ کو اس کے کولھے سے الگ کر کے رکھ دیا۔

اس گھڑی ٹیلے من (Telamon) اور پیلس (Peleus) (19) جو بعد میں جنگ ٹرائے کے ہیرو اکیلیز کا باپ بنا) نامی دو بھائیوں نے دلیری کا مظاہرہ کیا۔ وہ نیزے لہراتے ہوئے خشمگیں سور کی اور بڑھے۔ ان کی دیکھا دیکھی دو اور نوجوان آگے آئے۔ جنگلی سور نے ٹیلے من پر حملہ کر کے گھیرا توڑ ڈالا۔ پی لیس نے نیزہ پھینکا تو جنگلی سور کا کاندھا معمولی سا زخمی ہو گیا۔ سور نے بھی پھرتی دکھائی اور بعد میں آنے والے دونوں نوجوانوں کو "آنا" فانا" میں مار گرایا۔ ایک کے ٹکڑے کر دیئے اور دوسرے کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ وہ پی لیس کی طرف مڑا اتنے میں اٹلیننا نے اس پر تیر چھوڑا جو اس کے کان کے پیچھے پروں تک، اس کے جسم میں گھس گیا۔ اب جنگلی سور چیختا چنگھاڑتا اٹلیننا کی طرف پلٹا۔ اسی دوران تھی سیس نے ایک چٹان کے پیچھے سے نمودار ہو کر اس پر نیزہ پھینکا جو بے کار گیا۔ اٹلیسٹا نے اس کے ماتھے کا نشانہ لے کر ایک

اور تیر مارا جو سیدھا اس کی آنکھ میں لگا۔

ابتو میلی گر نے بھی نعرہ مارا۔ اور جنگلی سؤر پر نیزہ سے حملہ کیا۔ نیزہ اس کے کاندھے کے نیچے جسم میں پیوست ہو گیا۔ جنگلی سؤر تیزی سے میلی گر کی طرف پلٹا۔ میلی گر نے اس کا وار خالی دے کر، تلوار سے ضرب لگائی جس نے اس کی ریڑھ کی ہڈی کو کاٹ ڈالا اور سؤر بے جان ہو کر گر پڑا۔

میلی گر نے اپنی تلوار کھینچ کر نکالی اور پھر اس کی کھال اتارنے لگا۔ سؤر کی کھال اتار کر، وہ کھال اٹھائے، اٹلینٹا کی طرف بڑھا جھکا، اور کھال اس کی خدمت میں پیش کی۔

"تمہارے تیر نے سب سے پہلے اسے نشانہ بنایا تھا۔ اس لئے اس پر تمہارا حق ہے"۔

جنگلی سؤر کی یہ کھال انتہائی قیمتی تحفہ تھی۔ اس موٹی اور مضبوط کھال سے نرم جنگی کوٹ بن سکتا تھا۔ زرہ سے زیادہ ہلکا اور مضبوط۔ جس پر نیزہ اثر کرتا، نا تلوار اور نا تیر۔

میلی گر نے جب یہ کھال اٹلینٹا کی خدمت میں پیش کی تو کئی نوجوانوں کی پیشانیوں پر بل پڑ گئے۔ اب دونوں ماموں میلی گر کی طرف بڑھے۔ اور اس کی اس بے جا طرف داری اور ناشائستہ حرکت پر اسے ملامت کرنے لگے۔ بڑا ماموں پلیکسی پس (Plexippus) اٹلینٹا کو برا بھلا کہنے لگا۔ دوسرے بھائی نے بھی اپنی زبان کھولی۔

میلی گر نے ایک دلدلی پودے کی مٹھی بھر شاخوں سے تلوار صاف کی۔ اس کی روشن دھار کو پرکھا اور پھر تلوار دوبار اٹھ کر گری۔ دونوں ماموؤں کے سر کٹ کر ریت پر جا گرے تھے۔

پھر اس نے شکاریوں سے کہا "میں آپ سب کو جنگلی سؤر کے مارے جانے کی خوشی اور اپنی حسین شکارن کے اعزاز میں جس سے میں عنقریب شادی کر رہا ہوں قلعے میں دی جانے والی شاندار ضیافت پر مدعو کرتا ہوں"۔

جب شکاری قلعے میں پہنچے تو ملکہ اپنے بیٹے کی کامیابی پر دیوتاؤں کا شکریہ ادا کرنے کو معبد میں جا رہی تھی۔ وہ ابھی معبد پہنچی بھی نہ تھی کہ اسے دونوں بھائیوں کے مارے جانے کی خبر ملی۔ خبر سنتے ہی ملکہ کی رنگت سپید پڑ گئی۔ وہ اپنے کمرے کی طرف دوڑی۔ اور کمرے میں گھٹنوں کے بل سنگین فرش پر بیٹھ کر چلائی۔

"بدبخت شہزادے نافرمان بیٹے! تم نے میرے دونوں بھائیوں کو ٹرٹرس (20) (Tartarus) پہنچا دیا اور ان کے بجائے پہاڑوں کی گمنام جنگلی پری کو گھر میں لے آئے۔ میرے بیٹے میرے دشمن! ایسا نہیں ہو گا۔ فیٹیز نے تمہارے بدلے اطوار ختم کرنے کی مجھے شکتی دی ہے"۔

وہ پاگل ہوئی جا رہی تھی اس نے صندوق کھولا۔ ادھ جلی لکڑی نکالی۔ اور اسے آتش

دان میں پھینک کر اس کے جلنے کا تماشا دیکھنے لگی۔

اس وقت میلی گر اور اٹلینٹا پہاڑی پر، تڑے مڑے زیتون کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے اور نیلگوں فضا میں دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں باتیں کر رہے تھے۔

"میں، تمہاری بیوی بنوں گی۔ میلی گر میں نے صرف تمہیں چاہا ہے لیکن میں قلعہ میں ملکہ بن کر کیوں رہوں کیوں عمدہ لباس پہنوں اور شاہی سنگھاسن پر برا جوں' کیا ہم اس طرح نہیں رہ سکتے جیسا کہ اب ہیں۔ ہم پہاڑوں میں گھومیں گے، شکار کھیلیں گے اور جنگ کریں گے"۔

"ہم ایسا ہی کریں گے' ایسا ہی ہو گا ___ ہم بطور بادشاہ اور ملکہ قلعے میں رہیں گے قوانین بنائیں گے۔ اور پھر دس دن گھڑ سواری' شکار اور لڑائی میں گزاریں گے۔ میں اور تم ___ شانہ بشانہ۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اٹلینٹا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔

وہ چپ ہو گیا تھا۔ اور پھر اٹلینٹا نے اس کا دم گھٹتے' آنکھیں ابلتے اور چہرہ سیاہ پڑتے دیکھا۔ اٹلینٹا نے اسے بازوؤں میں سنبھالا۔ اس کا سر ڈھلک گیا تھا۔ ہونٹ وا تھے اس کے منہ سے اذیت بھری چیخ نکلی۔ وہ مر چکا تھا۔

قلعہ میں ملکہ التھیا نے آتش دان کی آگ کو اپنے جوتے کی نوک سے چھیڑا اور پھر ٹھوکر مار کر آخری چنگاریوں کو اچھال دیا۔ اب اس نے اپنے لباس کی شکنیں درست کیں اور مہمانوں کی دیکھ بھال کو نکل گئی۔

میلی گر کی وفات کے بعد اٹلینٹا کیلیڈن سے متنفر ہو گئی تھی۔ اس نے اس کی ڈھلوانوں اور خمیدہ چٹانوں کو خیرباد کہا اور آرکیڈیا چلی آئی۔ واپس آرکیڈیا جہاں پیدا ہوئی تھی۔ باپ جو بوڑھا ہو چکا تھا۔ اسے پا کر بہت خوش ہوا اور وہ قلعے میں رہنے لگی۔

اب اٹلینٹا کو شکار اور ہر اس چیز سے نفرت ہو گئی تھی جو اسے اس کے مقتول محبوب کی یاد دلاتی تھی۔ اس کی آمد کی شہرت دور دور پھیل گئی تھی چنانچہ کیلی ڈونین شکار میں شریک ہونے والے سورما اور دوسرے لوگ اس جنگجو خاتون سے شادی کرنے کو آرکیڈیا پہنچنے لگے۔ اب وہ یتیم نہیں۔ ایک خوبصورت شہزادی تھی جس کے قبضے میں زمینیں' مویشی اور مال دولت تھی' ہر کوئی اس سے شادی کا خواہاں تھا۔

اٹلینٹا ان دعویداروں سے سخت بیزار تھی۔

"میں شادی نہیں کروں گی۔ میں اب کسی اور سے محبت نہیں کر سکتی۔ انہیں واپس بھیج دیجیے!"

"بیٹی" باپ نے کہا "اگر میں نے انہیں واپس جانے کو کہا تو اسے یہ اپنی بے عزتی خیال

کریں گے۔ میں ان سب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ سب مل کر مجھ سے میرا ملک چھین لیں گے اور تمہیں دلہن کے بجائے ایک کنیز کی صورت گھسیٹ لے جائیں گے"۔

"مجھے کون کنیز بنائے گا" ___ اس نے کچھ دیر سوچا اور پھر کہا "اچھا تو اعلان کر دیجئے کہ میں اس شخص سے شادی کروں گی جو پیدل دوڑ میں مجھے شکست دے گا۔ اگر وہ جیت گیا تو میرا حق دار ہو گا۔ ہارنے کی صورت میں اس کا سر قلم کر دیا جائے گا"۔

اس کی شرط کا اعلان کر دیا گیا۔ وہ لوگ جو شکار گاہ میں اس کی پھرتی' تیز رفتاری اور بہادری دیکھ چکے تھے' چپ چاپ وہاں سے کھسک گئے لیکن بہت سے اب بھی جان داؤ پر لگانے پر تلے تھے۔

وہ ایک ایک کر کے دوڑ میں شریک ہوتے اور سر کٹواتے رہے۔ اس معاملہ میں وہ سخت مزاج تھی جو ہارتا فوراً اس کا سر قلم کر دیا جاتا۔

یہاں ہپومینیز (Hippomenes) نام کا جوان بھی تھا۔ جو کیلی ڈونئن شکار میں شریک ہو چکا تھا وہ شکار میں تو کوئی خاص حصہ نہ لے سکا۔ البتہ اٹلینٹا کے حسن کا خود شکار ہو گیا۔ اس سے اسے والہانہ پیار تھا۔ اتنا پیار کہ میلی گر کی موت کا اسے بے حد دکھ ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اٹلینٹا کے لئے یہ صدمہ جاں گسل اور جان کاہ ہے۔ وہ خود کو متعارف کرائے بغیر اسے دور دور سے دیکھتا رہا اور اس کے پیچھے پیچھے کیلی ڈن سے آرکیڈیا آپہنچا۔ وہ ہر روز اسے کسی نہ کسی بہانے دیکھنے کی کوشش کرتا۔

جب دوڑ کا اعلان ہوا تو وہ عجیب مخمصے میں تھا۔ ہر دعویدار کا سر کٹنے پر اسے خوشی ہوتی (کہ چلو ایک رقیب تو کم ہوا) لیکن ساتھ ہی اپنی بے بسی پر بھی رونا آتا۔ وہ ہر روز دوڑ دیکھنے جاتا اور دوسروں کو ہارتے دیکھتا اور دوڑ کا تصور کر کے بجھ سا جاتا۔

"یہ دوڑ وہ کیسے جیتے" وہ بہت پریشان تھا۔ سب دعویدار ایک ایک کر کے قتل ہو چکے تھے۔ جب اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا اور اندرونی کرب اور بے چینی نے بھی اسے ہلا ڈالا تو اس نے مرنے کا تہیہ کر لیا۔ "میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں زندہ نہیں رہوں گا"۔

بالاخر اس نے دوڑ کا فیصلہ کر لیا۔ سب نے اسے سمجھایا کہ وہ یہ حماقت نہ کرے وہ ایک شریف سیدھا سادہ انسان تھا' نرم لہجہ' دھیمی مسکان' کسی کو اس کی جیت کا یقین نہ تھا۔

اٹلینٹا نے اسے کہا "نادان مت بنو! اور اپنے لئے کوئی اور دلہن تلاش کر لو! میں تمہارے لئے نہیں"۔ لیکن وہ اپنی بات پر بضد رہا۔ اب تک جتنوں نے بھی دوڑ میں حصہ لیا تھا۔ انہوں نے اپنی جیت کے لئے پردار جوتوں اور کھیلوں کے دیوتا ہرمیز سے مدد چاہی تھی۔

فتوحات کے دیوتا اریز کو پکارا تھا۔ تعاقب (شکار) کی دیوی ارٹمس کی منتیں کی تھیں۔ ایتھینی اور مہازئیس سے استمداد چاہی تھی۔

ہپومینیز نے ان میں سے کسی کو ندا نہیں دی۔ اس نے سوچا۔ دوسرے دباؤ ڈال کر اسے جیتنا چاہتے تھے لیکن میں پیار اور محبت کے لئے اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس نے "محبت کی دیوی" افروڈائٹی کو پکارا۔

جب وہ سو گیا تو افروڈائٹی نے اسے تین سنہری سیب دیئے اور یہ بتایا کہ انہیں کس طرح استعمال کرنا ہے۔ وہ سو کر اٹھا تو اسے خواب سمجھا لیکن بستر پر تو حقیقتاً تین سیب پڑے تھے۔ اس نے یہ تینوں سیب اپنے پیٹی دار کوٹ کے نیچے چھپا لئے اور دوڑ میں حصہ لینے کو چل پڑا۔

یہ ایک خوشگوار روشن دن تھا۔ تمام درباری وہاں موجود تھے۔ اٹلینٹا اس دن بہت خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اپنے سفید کوٹ میں ملبوس اس لائن پر پہنچی جس سے دوڑ شروع ہونی تھی۔ اس کے گھنے سیاہ بال دوش پر آزادانہ بکھرے تھے۔ ہپومینیز اسے دیکھ کر مسکرایا اور صبح کا سلام کہا۔ وہ ہاتھ سے ان سیبوں کو تھامے ہوئے تھا کہ کہیں دوڑ سے پہلے ہی نہ گر پڑیں۔

اس کے سلام کا جواب دے کر وہ سوچنے لگی کہ اس نے بری طرح سے اپنے کپڑوں کو کیوں تھاما ہوا ہے۔ دوڑ کا یہ کوئی طریقہ نہیں۔

اسے اپنے گلے میں کوئی چیز اٹکتی محسوس ہوئی۔ پھر اسے یاد آیا کہ جب اس کے محبوب میلی گر کو عذاب اندر سے جلا رہا تھا تو اس کی بانہوں میں مرنے سے قبل اس نے بھی اپنے پیٹ کو یونہی تھاما ہوا تھا۔

وہ یادوں میں اتنی کھوئی تھی کہ دوڑ شروع کرنے کے اعلان بھی نہ سن سکی۔ وہ جب ہوش میں آکر دوڑی تو ہپومینیز کافی آگے جا چکا تھا۔ اٹلینٹا نے جلدی ہی اسے جا لیا تھا ہپومینیز نے اس کے قدموں کی آواز اور لوگوں کے شور کو سنا تو سمجھ گیا کہ اٹلینٹا نے اسے آلیا ہے۔ وہ سر پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے ایک سیب نکال کر اس کے راستے میں لڑھکا دیا۔

اٹلینٹا ابھی تک خواب میں دوڑ رہی تھی کہ اس نے سنہری چمک دیکھی اور لڑھکتے سیب کو اٹھانے کے لئے جھکی اور پھر اسے اس میں اپنی صورت دکھائی دی۔ بگڑی ہوئی شکل، بگڑی صورت دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھی۔ سوچنے لگی۔ بڑھاپے میں وہ کیسی لگے گی۔

پھر اس نے ہجوم کا شور سنا، سر اٹھایا، دیکھا تو ہپومینیز کافی آگے نکل گیا تھا وہ سر کو جھٹک کر دوڑی اور جلدی ہی اس کے قریب پہنچ گئی۔

"بے چارہ لڑکا" اس نے سوچا "کیا میں اسے امید دلا کر روحانی اذیت پہنچا رہی ہوں؟ کیا اس قسم کی اذیت بھی محبت کا تحفہ ہوتی ہے؟ ___ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ میں نے میلی گر کو کبھی نہ دیکھا ہوتا۔ کبھی محبت نہ کی ہوتی۔ اسے کھو کر کبھی اتنی اذیتوں میں مبتلا نہ ہوتی۔ نہیں۔ بکواس۔ بکواس"۔

اسی وقت ہپومینیز نے دوسرا سیب پھینکا جو لڑھکتے ہوئے چمک اٹھا۔

"کتنی خوبصورت چیز ہے" اس نے سوچا "ہسپرڈیز کے طلسمی درخت پر لگے افراد ڈائٹ کے سیب کی طرح میں اسے اٹھاؤں گی اور کیلی ڈن جا کر دونوں سیب میلی گر کی قبر کی نذر کروں گی"۔

اس بار ہپومینیز نے سیب زور سے لڑھکایا تھا۔ جسے اٹھانے کو اسے واپس جانا پڑا۔ اس دوران ہپومینیز کافی آگے جا چکا تھا اختتامی لائن کے بالکل قریب۔ وہ اندھا دھند دوڑی اور اختتامی لائن سے دو قدم پہلے ہی اسے جا لیا۔

اب اس نے تیسرا سیب گرایا۔ وہ پیشانی پر تیوری ڈال کر ہنسی "احمق.... سمجھتا ہے کہ میں اس کے لئے وہیں ٹھہر جاؤں گی اور اسے جیتنے دوں گی؟ میں پہلے اختتامی لائن عبور کروں گی اور پھر سیب اٹھانے آؤں گی جبکہ اسے مقتل لے جایا جا رہا ہو گا"۔

سیب اس کے سامنے قدموں میں گرا تھا۔ وہ قطعاً" نہیں لڑھکا۔ اسے صرف جھک کر اسے اٹھانا تھا۔ لیکن کیا اس کے پاس اتنا وقت ہے؟ ___ سیب جل اٹھا تھا۔ اس نے خون میں چمکتے سر کی شکل اختیار کر لی۔ ہپومینیز کا سر کٹ کر گر رہا تھا پھر اس سر نے میلی گر کے ماموں کے سر کی صورت اختیار کر لی۔ اس سر کی جو روشن تلوار کی ایک ہی ضرب سے کٹ کر دور جا گرا تھا..... پھر وہ میلی گر کا چہرہ بن گیا۔ پسینے اور کرب سے چمکتا ہوا۔ پھر اس کا اپنا عامیانہ، مسخ شدہ، بوڑھا...... سورج کی زریں تابانی میں تیزی سے بڑھتا ہوا۔ اتنا عظیم۔ مختلف طور پر اتنا گرم...... زمین کو موسموں کے ساتھ چھوتا ہوا۔ پھولوں کی شگفتگی، درندے، شکاری، جل پریاں، گھوڑے، عشاق، شہزادگان، آزردہ ملکائیں...... ولادت اور قتل........

اس کے ہاتھوں میں تینوں زرین سیب تھے جن کی آتشیں آب و تاب میں وہ خواب دیکھ رہی تھی۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ ہجوم کا شور دھندلا چکا تھا۔ جب ہپومینیز نے اختتامی لائن عبور کی اور حصول انعام کی خاطر واپس ہوا۔ اس وقت وہ خواب میں کوئی کھوئی راستہ میں کھڑی تھی۔

(ہیروز اینڈ مانسٹرز آف گریک متھ ص 72 تا 89)

سائیکی

سائیکی (Psyche) اس قدر حسین اور دلکش ہوتی ہے کہ حسن و عشق کی دیوی وینس اس سے حسد کرنے لگتی ہے اور اپنے بیٹے کیوپڈ (عشق کا رومی دیوتا) کو اس مغرور شہزادی کو سزا دینے کو کہتی ہے۔ چند دنوں بعد ہاتف غیبی سائیکی کے باپ کو ایک عذاب سے ڈراتا ہے اور اس عذاب سے بچنے کے لئے ایک عفریت کو سائیکی کی بھینٹ دینے کو کہتا ہے۔ چنانچہ سائیکی کا باپ اسے پہاڑ کی ایک چوٹی کے ساتھ بندھوا دیتا ہے۔ جہاں سے زیفائرس (21) (Zephyrus) اسے اٹھا کر ایک محل میں لے آتا ہے۔

کیوپڈ رات کی تیرگی میں سائیکی سے ملاقات کرتا ہے اور پھر صبح سویرے روشنی پھیلنے سے قبل اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ وہ ہر شب اسے ملنے آتا ہے لیکن اس کے سامنے نہیں آتا۔ یہ سلسلہ کچھ عرصے یونہی چلتا ہے اس دوران سائیکی کی بہنیں اسے ڈراتی ہیں کہ اس کا محبوب درحقیقت ایک افعی ہے جو اس کے سامنے نہیں آتا۔ اور کسی دن اسے کھا جائے گا۔ ادھر کیوپڈ نے بھی اسے سمجھا دیا تھا کہ وہ اسے دیکھنے کی کوشش نہ کرے۔

ایک رات جب کیوپڈ سو رہا تھا تو سائیکی دبے پاؤں چراغ ہاتھ میں لئے اسے دیکھنے کو آتی ہے اور اس کی خوبصورتی اور ملکوتی جمال سے اس قدر مرعوب اور حواس باختہ ہوتی ہے کہ اس کا ہاتھ لرز جاتا ہے اور دیئے سے جلتے ہوئے تیل کی ایک چھینٹ کیوپڈ کے کاندھے پر جا پڑتی ہے کیوپڈ جاگ جاتا ہے اور ناراض ہو کر چلا جاتا ہے۔

سائیکی اپنے محبوب کی تلاش میں آہ و زاری کرتی پھرتی ہے اور دنیا بھر میں اسے ڈھونڈتی ہے۔ آخر میں دیوتا جوپیٹر (22) کو اس پر ترس آجاتا ہے اور اسے لافانی زندگی عطا کر کے کیوپڈ سے ملوا دیتا ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپے نئین ٹو انگلش لٹریچر ص 200)

ڈڈو __ ملکہ کارتھیج

"ڈڈو قیصرہ ساحلوں کی
وہی شہر خوباں نگر کارتھج کی
جمیل و جواں رنگ آزردہ جاں قیصرہ
کہ جس نے پذیرائی کو ا۔سس کی
سجائے تھے دل کے خیاباں

سرود و ترنم میں فرخندہ ڈیڈو ڈھلی تھی
وہ باغ جہاں کی منزہ کلی تھی
جوانی کا افضل ثمر تھی
مگر نزدئی اینئس
فسردہ حسیں قیصرہ کو دے آزار جاں کا
مہادیوتاؤں کے ایما پہ
نئی منزلوں کی تجسس میں نکلا

رہے چیختے طائران بحر
عقب میں چلیں موجیں سر پیٹتیں
مگر کار تھج کا' وہ ناسفتہ موتی
زمیں کی حسیں اپسرا

سر شام
الاؤ سی بن بجھ گئی
عسل رنگ آنکھیں
قمری جوانی
برنگ زراصل
پگھل سب گئی
بروگن تھی مر کے' سپھل ہو گئی

(اے شہر خاک و خوباں ص 30,36)

رومیوں کی معروف رزمیہ اینیڈ (Aeneid) جو لاطینی زبان میں لکھی گئی ورجل کی تخلیق ہے۔ اور اس میں ٹرائے کی بربادی' آتش زنی' ہزیمت کے بعد کے واقعات اور شہزادہ اینئس (Aeneas) کے کارناموں کا بیان ہے۔ اینئس' ٹراجن شہزادہ ان کی سیز اور حسن و محبت کی دیوی وینس کا بیٹا اور شاہ ٹرائے پرائی ام کا داماد ہے۔

"جب یونانی فتح کے نشے میں بدمست ہو کر' شاہی خانوادہ کو موت کے گھاٹ اتارتے اور شہر ٹرائے کو آگ لگاتے ہیں تو اینئس اپنے باپ ان

کی سیز کو کاندھے پر بٹھا' بیٹے اس کی نیئس کا ہاتھ تھام اور بیوی کریوزا کو پیچھے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے چھپتا چھپاتا شہر سے نکلتا ہے۔ اس افراتفری میں کریوزا ہمیشہ کے لئے کھو جاتی ہے۔

اینئس بیس بحری جہاز لے کر سمندر میں نکلتا ہے اور سمندری طوفانوں اور تند و تیز بادوباراں کے تھپیڑے کھاتا ساحل ساحل بھٹکتا' خستہ زبوں حال شمالی افریقہ کے ساحل کے مرکز میں واقع کارتھیج پہنچتا ہے۔ کارتھیج کی حسین ملکہ ڈڈو خندہ جبینی سے اس کی پذیرائی کرتی ہے۔ ملکہ ڈڈو اینئس کی مردانہ وجاہت اور خوبروئی سے متاثر ہو کر اس پر عاشق ہو جاتی ہے۔ ملکہ اسے اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے لیکن وہ دیوتاؤں کے حکم کی تعمیل میں کارتھیج کو خیرباد کہہ کر اٹلی روانہ ہو جاتا ہے۔ یہ جدائی ملکہ برداشت نہیں کر پاتی اور چتا میں زندہ جل مرتی ہے اور اس کا رنگ و نور بھرا حسین پیکر' آتش سوزاں میں پگھل جاتا ہے۔

(دی ورکس آف ورجل)

کارتھیج کی حسین و جمیل فنیقی ملکہ ڈڈو خودکشی سے پہلے اینئس اور اس کے قبیلے ڈرڈن کو بددعا دیتی ہے۔

"خدا کرے قوموں کے بیچ محبت و یگانگت ختم ہو جائے اور میری ہڈیوں سے کوئی ایسا بدلہ لینے والا پیدا ہو جو آگ اور تلوار کے ساتھ ڈرڈن آباد کاروں کا تعاقب کرے۔ میری دعا ہے کہ ساحل ساحل سے' سمندر سمندر سے اور سپاہ سپاہ سے متصادم رہیں۔ ان کی زندگی اور خوش حالی ہمیشہ برسرپیکار رہے۔ کارتھیج اس (اینئس) کا حریف اور اس کے لئے سدا تازیانہ بنا رہے"۔

(دی ورکس آف ورجل۔ ص 139, 40)

ٹائر کی شہزادی ڈڈو' ایلس سا (Elissa) بھی کہلاتی تھی۔ اس کی شادی اس کے ماموں سے ہوئی تھی۔ جسے خزانے کے لالچ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ ڈڈو وہ خزانہ لے کر فرار ہو جاتی ہے اور افریقا کے ساحل پر کارتھیج نام کا قلعہ تعمیر کرتی اور شہر بساتی ہے۔ پڑوسی بادشاہ ایاربس (Iarbas) اس سے زبردستی شادی کرنا چاہتا ہے۔ ڈڈو اس سے اتنی متنفر ہے کہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتی ہے اور ایک بڑی چتا میں جل مرتی ہے۔

لاطینی شاعر ورجل (Virgil) نے ڈڈو کو اینئس کا ہم عصر بنا دیا ہے۔ جسے وہ خوش آمدید کہتی اور پیار کرتی ہے اور جب وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو اس کی فرقت میں جل مرتی ہے۔
(دی آکسفورڈ کمپے نئین ٹو انگلش لٹریچر۔ ص 224)

خوش جمال ایٹ این

حسن و عشق کا دیوتا انگس (Angus) پاتال کے دیوتا مائی ڈر (Mider) کی خوش جمال و خوبرو بیوی اٹ این کو چرا لے جاتا ہے اور اس کے خاوند کے ڈر سے اسے شیشے کے ایک حجرہ میں بند کر کے ساتھ ساتھ لئے پھرتا ہے۔ انگس کی تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود مائی ڈر اپنی بیوی کا پتہ لگا لیتا ہے۔ وہ اسے انگس کی قید سے رہائی دلانے کا سوچ ہی رہا ہوتا ہے کہ اٹ این کی رقیب انگس کو بہلا پھسلا کر شیشے کے حجرے سے دور لے جاتی ہے اور اس خوبرو دیوی کو اس کے شوہر مائی ڈر کے حوالے کرنے کے بجائے مکھی بنا کر فضا میں چھوڑ دیتی ہے۔

مصیبت زدہ دیوی ہواؤں کے رحم و کرم پر' ان کے تھپیڑے کھا کھا' ادھر ادھر بھٹکتی پھرتی ہے۔ وہ سات سال فضاؤں میں یونہی گردش کرتی رہتی ہے اور پھر ایک دن ایک جھکڑ اسے السٹر کے حکمران شاہ کنکوبر (Conchobar تلفظ Concobar) کے منصب دار اینٹر (Etair) کے گھر کی چھت پر لا پھینکتا ہے۔ وہ بے حال اور نڈھال ایک چمنی میں گھس جاتی ہے اور پھر پھسل کر نیچے کمرے میں رکھے ہوئے بیئر سے بھرے زرین پیالے میں جا گرتی ہے جسے منصب دار کی بیوی اٹھا کر پی جاتی ہے۔

"اٹ این" منصب دار کی بیوی کی کوکھ سے بیٹی کی صورت میں دوبارہ جنم لیتی ہے۔ وہ شباب کو پہنچتی ہے تو آئرلینڈ کی سب سے حسین اور دلکش دوشیزہ ہوتی ہے۔ بیس سال کو پہنچتی ہے تو اس کے ملکوتی اور بے مثال حسن و جمال کے چرچے آئرلینڈ کے بڑے بادشاہ ای او کوبار (Eochobar) کو اس کے دروازے پر کھینچ لاتے ہیں اور وہ اسے اپنی ملکہ بنا لیتا ہے۔

مائی ڈر کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اٹ این کہاں ہے چنانچہ وہ ایک خوبرو اور خوش پوشاک نوجوان کے بھیس میں اس سے ملتا ہے۔ اور ساتھ چلنے کی دعوت دیتا ہے لیکن وہ انکار کر دیتی ہے۔ اب وہ شاہ آئرلینڈ سے ملتا ہے۔ اپنا تعارف کراتا اور باتوں باتوں میں اسے شطرنج کھیلنے کو کہتا ہے۔ شرط یہ ٹھہرتی ہے کہ ہارنے والا' جیتنے والے کی کسی ایک خواہش کو ہر صورت پورا کرے گا۔ پاتال دیوتا مائی ڈر پہلی بار دانستہ بازی ہار جاتا ہے اور شرط کے مطابق بادشاہ کی خواہش پر ایک شاہراہ کی تعمیر کرتا ہے۔ دوبارہ پھر بازی لگتی ہے اور اس بار دیوتا جیت جاتا ہے

اور شرط کے مطابق شاہ آئرلینڈ سے اٹ این کو مانگتا ہے۔

بادشاہ اپنی اپسرا ایسی حسین و دلنواز ملکہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا چنانچہ وہ مائی ڈر سے ایک سال کی مہلت مانگتا ہے اور اس کے جانے کے بعد بادشاہ اپنے محل کے چاروں طرف ان گنت سورما اور جنگجو کھڑے کر دیتا ہے۔ ایک سال گزرنے پر مائی ڈر آکر شاہ آئرلینڈ کو اس کا وعدہ یاد دلاتا ہے۔ بادشاہ حیل و حجت کرتا ہے تو مائی ڈر خوبرو ملکہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر دونوں ہنس بن کر فضا میں اٹھتے ہیں اور پرواز کرتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔

شاہ آئرلینڈ کو محبوب ملکہ سے بچھڑنے کا بہت دکھ ہوتا ہے وہ ملک کے کونے کونے میں اسے تلاش کراتا ہے۔ اور پھر ایک دن ایک ڈروئڈ (23) (Druid) اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بادشاہ کو خبر دیتا ہے کہ اسے بری لیتھ (Sidh of Bari Leith) نامی پہاڑی کے نیچے چھپا کر رکھا گیا ہے۔ بادشاہ اپنی فوج کو لے کر وہاں پہنچتا ہے اور اس جگہ کو کھودنے کا حکم دیتا ہے۔ مائی ڈر' ڈر جاتا ہے اور اپنی رہائش گاہ بچانے کے لئے اٹ این کو بادشاہ کے سپرد کر دیتا ہے۔

مائی ڈر کو شاہ آئر لینڈ کے ہاتھوں بڑی ذلت اٹھانی پڑی تھی۔ وہ اس بے عزتی کو نہیں بھولتا۔ وہ تین صدیوں تک انتظار کرتا ہے اور پھر اس کے پڑنواسے کنیرے دی گریٹ سے اپنی ذلت کا بدلہ لیتا ہے۔ مائی ڈر اور دوسرے دیوتا مل کر اس کے گرد قسمت کا جالا بنتے ہیں اور کنیرے اور اس کے تمام آدمی انتہائی اذیت ناک موت مارے جاتے ہیں۔

(داستان کی داستان۔ ص 92 تا 96)

زرڈرے

السٹر کے بادشاہ کونر کے ایک شاعر کے ہاں زرڈرے نامی بچی پیدا ہوتی ہے تو ایک ڈروئڈ (Druid) اس بچی کے بارے میں پیش گوئی کرتا ہے کہ وہ جوان ہونے پر دنیا کی حسین ترین دوشیزہ ہو گی۔ اور اسے حاصل کرنے کے لئے بہت سے سورما مارے جائیں گے۔ اور السٹر (آئرلینڈ) کو بھی نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ سرخ شاخہ جنگجو اس کے قتل کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن بادشاہ کونر اسے ایک معتبر دایا کی نگرانی میں کہساروں میں ایک غیر معروف جگہ بھجوا دیتا ہے۔ زرڈرے جوانی میں مجسمہ حسن و شباب ہوتی ہے۔ بادشاہ کونر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اسنا (Usna تلفظ Usnach) کے بیٹے نیسی (Naisi تلفظ Naoise) پر ریجھ جاتی ہے اور اس

سے مدد مانگتی ہے۔ نیسی اسے لے کر اپنے دو بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ البا بھاگ جاتا ہے۔ کونز حسد سے تلملا اٹھتا ہے اور آخر کار جادو کرا کے ان تینوں بھائیوں کو دھوکے سے گرفتار کر لیتا ہے اور ان کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ کوئی بھی شخص ان کے قتل پر آمادہ نہیں ہوتا۔ آخر ناروے کا ایک شخص جس کا باپ نیسی کے ہاتھوں مارا گیا تھا انہیں قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

تینوں بھائی سر جھکا کر قطار میں بیٹھ جاتے ہیں اور ناروے کا وہ شخص سمندری دیوتا لیر کی تلوار کی ایک ہی ضرب سے تینوں کے سر اڑا دیتا ہے۔ زرڈرے (Dzerdre تلفظ Deirdre) ان کی یاد میں درد بھرا گیت گاتی اور مرجاتی ہے۔

(داستان کی داستان۔ ص 93، 92)

"میں نیسی کی فرقت میں زندہ رہوں گی
نا سوچے کوئی جگ میں ایسا
جدائی میں اب انلے، ارڈن (24) کی میں
زیادہ نا جگ میں جیوں گی
گڑھا کھودنے والے اے آدمی
مری من پسند ہستیوں کو جدا کرنے والے
نا چھوٹی بنانا تو اس گور کو
مجھے ساتھ ان کے اسی میں ہے سونا"۔

(کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ۔ ص 200، 199)

ایک ڈروئڈ کی بددعا سے السٹر (Ulster) بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ ایرن (آئرلینڈ) میں یہ کہانی اسنا کے بیٹوں کی تباہی کے نام سے مشہور ہے۔

اولون

"کیل ہوخ اور اولون" (Kulhwch and Olwen) کی ہیروئن اولون کا خوبصورت پیکر۔

"اس کا سر بہاری کے پھول سے زیادہ بسنتی اور بدن کی رنگت موجوں کے جھاگ سے بڑھ کر سفید تھی۔ خوبصورت ہاتھ اور دلپذیر انگلیاں سبزہ زار کے جھرنے میں اگنے والے ساگر پھول کے پھولوں بھرے نمال سے زیادہ دلفریب اور دلکش تھیں۔ اس کی آنکھیں تربیت یافتہ شاہین کی

آنکھوں اور تیسری بار پر نکالنے والے باز کی تیز نگاہوں سے زیادہ روشن تھیں۔ اس کا سینہ راج ہنس کی براق چھاتی سے کہیں زیادہ دودھیا اور تمتاتے عارض، سرخ گلابوں سے بڑھ کر سرخ تھے۔ جو اسے دیکھتا، اس کے عشق میں بندھ کے رہ جاتا۔ وہ جس جگہ پاؤں رکھتی، سفید رنگ کا چار بتیا پودا جنم لے اٹھتا۔ اور اسی وجہ سے اسے اولون کہا گیا تھا"
(ایک ویلش کہانی)

(گیلک متھ اینڈ لیجنڈ۔ ص 241)

دیوتا زادی نی آوَ (Niamh)

تیسرے گیلک سلسلے (آئرش مائتھالوجی) کی کہانی "فن اور فینینز" میں سمندری دیوتا مینن (Manannan) کی بیٹی۔

"سونے کا اک چھلا آویزاں تھا
زریں بالوں کے ہر پیچ بستی میں
اس کی نیلی شفاف آنکھیں
گھاس پر رکھے شبنم کے موتی کی مانند تھیں
سرخ تھے اس کے گال گلابوں سے بڑھ کر
چہرہ موجوں پر بہتے ہنس سے زیادہ موہنا تھا
اور اس کے مہندی نما پھولوں ایسے ہونٹوں کا مزہ
شہد ملی شعلہ رنگ مے سے زیادہ شیریں تھا"

(کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ۔ ص 223)

فن (Finn) کا بیٹا ایزن یا اوسین (Ossian) آئرلینڈ کی دیومالائی اساطیر کا خوبرو، دلیر، شہ زور اور سخی ہیرو ہے۔ آئرش صنمیات کے سمندری دیوتا مینن کی حسین بیٹی نی آوَ اسے سمندر پار سرزمین شباب (Tir na n-og) میں لے جاتی ہے۔ اور تین سو سال اپنے پاس رکھتی ہے اور پھر اس شرط پر کہ وہ زمین پر پاؤں نہیں رکھے گا اسے جادوئی گھوڑے پر ایرن جانے کی اجازت دیتی ہے۔ وطن پہنچنے پر اوسین کو وعدہ یاد نہیں رہتا اور وہ زمین پر پاؤں رکھ دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے بینائی اور شباب سے محروم ہو جاتا ہے۔ قصہ یوں چلا ہے۔

فن کا بیٹا اوسین (آئرش ہیرو) آئرلینڈ کے بنوں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شکار میں

مصروف تھا کہ "سرزمین شباب" (Tir na n-og یعنی Land of Youth) کے بادشاہ کی بیٹی (نی آؤ) اس کے پاس آئی۔ اس وقت اوسین کے ساتھی ایک شکار کے پیچھے کچھ آگے نکل گئے تھے۔ اور اوسین اپنے تین شکاری کتوں کے ساتھ تنہا کھڑا تھا۔ اس نووارد پراسرار ہستی کا جسم حسین خاتون کا اور چہرہ سور تھا۔

خاتون آتے ہی کہنے لگی کہ ایک ڈروئڈ کے جادو کی وجہ سے اس کا چہرہ بدل گیا ہے۔ جب کوئی نوجوان اس سے شادی کے لئے تیار ہو گا اس وقت اس چہرہ سے اسے نجات مل جائے گی۔

اوسین نے کہا "اگر مجھ سے شادی کرنے سے تمہیں اس چہرہ سے نجات مل سکتی ہے تو میں یہ چہرہ تمہارے شانوں پر نہیں رہنے دوں گا"____ چنانچہ سور کا چہرہ اسی وقت غائب ہو گیا۔ اور شہزادی اسے "سرزمین شباب" میں لے گئی۔ جہاں اوسین نے بطور بادشاہ بہت سے سال ہنسی خوشی گزار دیئے۔ اور پھر ایک دن وہ اپنی مافوق الفطرت دلہن سے کہنے لگا "میں ایرن جا کر اپنے باپ اور دوستوں سے ملنا چاہتا ہوں"۔

اس کی بیوی نے کہا "اگر تم وہاں گئے اور ایرن کی زمین پر قدم رکھا تو میرے پاس کبھی واپس نہ آسکو گے اور اندھے اور بوڑھے ہو جاؤ گے"۔

پھر شہزادی نے اس سے پوچھا "تمہیں یہاں آئے کتنا عرصہ ہو گیا؟"

وہ بولا "تقریباً تین سال"۔

"تین نہیں--- پورے تین سو سال گزر چکے ہیں تمہیں یہاں میرے ساتھ رہتے ہوئے" - وہ بولی۔

"تم ایرن (انگلینڈ) جانا ہی چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنا سفید گھوڑا دیئے دیتی ہوں۔ لیکن یاد رہے اگر تم نے گھوڑے سے اتر' زمین کو پاؤں سے چھوا تو یہ گھوڑا تمہیں چھوڑ کر' اسی لمحے واپس چلا آئے گا اور تم ایک لاچار اور بے بس اندھا اور بوڑھا بن کر رہ جاؤ گے"۔

"میں واپس آؤں گا۔ ڈرو نہیں"۔ اوسین نے اس کی طرف دیکھا۔ "کیا میرے پاس واپس آنے کی خوبصورت وجہ نہیں ہے۔ میں تو اپنے والد' بیٹے اور دوستوں کو محض ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں"۔

اس نے اوسین کے لئے گھوڑا تیار کرایا۔ اور کہا "تم جہاں چاہو گے۔ یہ گھوڑا تمہیں لے جائے گا"۔

اوسین راستے میں کہیں نہیں ٹھہرا۔ جب وہ سرزمین ایرن میں داخل ہوا تو اس نے ایک چراگاہ میں ایک بڑے سے مسطح پتھر کے قریب ایک شخص کو گائیں چراتے دیکھا۔ اوسین نے اس

JALALI BOOKS

شخص سے کہا "کیا تم اس پتھر کو الٹ سکتے ہو؟" اس شخص نے جواب دیا "میں تو کیا مجھ ایسے بیس آدمی مل کر بھی اس بھاری پتھر کو نہیں اٹھا سکتے" اوسین نے اپنا گھوڑا اس مسطح پتھر کی طرف بڑھایا۔ قریب پہنچ کر وہ جھکا اور پتھر کو ہاتھ سے پکڑ کر الٹ دیا۔

اوسین نے جب گراں پتھر الٹا تو اس کے نیچے فی نیئنز (Fenians) (25) کا قرنا برآمد ہوا۔ اس قرنا (Borabu) کی یہ صفت تھی کہ جب بھی ایرن کا کوئی "فی ینن" اسے بجاتا تو دوسرے فی نیئنز ملک کے کسی حصے میں بھی ہوتے فوراً اس کے پاس آ کر اکٹھے ہو جاتے۔

اوسین نے چرواہے کو کہا "کیا تم یہ قرنا اٹھا کر مجھے دے سکتے ہو" چرواہا بولا "میں تو کیا مجھ ایسے بہت سے بھی اسے زمین پر سے نہیں اٹھا سکتے؟"

اس شخص کے انکار کرنے پر اوسین جھکا اور قرنا اٹھا لیا۔ اوسین اس قرنا کو بجانے کے لئے اتنا بے تاب تھا کہ ہرچیز بھول گیا۔ چنانچہ اسی بے تابی کے عالم میں وہ گھوڑے سے کچھ کھسکا اور اس کا پاؤں زمین کو جا لگا۔ اور پھر ___ اسی آن گھوڑا غائب ہو گیا۔ اور اب اوسین ایک لاچار اور بے بس بوڑھے اور اندھے شخص کی صورت زمین پر پڑا تھا۔

(دی ہیرو ود اے تھاؤزنڈ فیسز ص 221 تا 223)

سرخ بھوؤں والی دیوتا زادی

سمندر دیوتا میننن کی سرخ بھوؤں والی خوبصورت بیوی فینڈ جو دیوتا زادی بھی ہے آئرش دیومالا کے السٹر سلسلے کے عظیم ہیرو کوہولین (آئرش ہرکولیز) پر مفتون ہے وہ کوہولین کو کیلنس کی حسین جنت میں ایک ماہ اپنے پاس رکھتی ہے۔

(عالمی کلاسیکی داستان اور اردو داستان کا تقابلی جائزہ)

رھیانن

برٹش مائتھالوجی میں ہیڈیز (پاتال) کے سربراہ پی ول (Pwyll) کی ملکہ رھیانن (Rhiannon) ایک خوبصورت اور خوش رو ہستی ہے۔ رھیانن کے پاس تین جادوئی پرندے ہیں جن کی سحر آفریں آواز مردوں میں جان ڈال دیتی ہے اور زندوں کو موت کی نیند سلا دیتی ہے۔

(دیومالائی جہان۔ ص 108)

گمنام دیس کی پری

آرتھری رومانس "سرلین ول" میں گمنام دیس کی پری (جسے کئی جگہ ملکہ پرستان بھی کہا گیا

ہے) کی یوں ستائش کی گئی ہے۔

"وہ مئی میں کھلنے والی للی کی طرح پاکیزہ اور جون کے گلابوں کی صورت شیریں تھی۔ اس کے کاکل بسان تارہائے زر چمکیلے اور نینوں میں سحر آفریں سرخی تھی۔ اسکے ذی شان حسن نے اولین نگاہ میں تمامتر سحر پھونک ڈالے تھے۔ ایسے سحر جنہیں اس (لینول) نے دیکھا نہ کبھی سنا تھا"

گمنام دیس کی پری اور لین ول ایک دوسرے کو خلوص سے دل سے چاہتے ہیں۔ اس رومانی قصے میں شاہ آرتھر کی مغروری بیوی گوان۔ ای۔ ور (Guinevere) بن ٹھن کر ایک محفل میں آتی ہے اور لین ول سے اپنے حسن اور زیبائی کی تعریف چاہتی ہے۔ لین ول اپنی محبوب پری کی تعریف کرتا ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ اس (ملکہ) سے زیادہ خوبصورت تو ملکہ پرستان کی کنیزیں ہیں۔ اس پر آرتھر کی ملکہ کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ اسے سزا دینے کو جھوٹے مقدمے میں پھنسوا دیتی ہے۔ گمنام دیس کی پری اسے جھوٹے مقدمے سے نجات دلاتی ہے۔

ملکہ پرستان لین ول کو دل و جان سے چاہتی ہے اور اپنی چاہت کے بدلے میں اپنے عاشق سے وعدہ لیتی ہے کہ وہ کسی کے سامنے بھی اپنی اور اس کی محبت کی ڈینگیں نہیں مارے گا۔ لین ول جلدی ہی اپنا وعدہ بھول جاتا ہے۔ اور جوش محبت میں ملکہ گوان ای۔ ور کے سامنے اپنی محبوبہ کی تعریف کر بیٹھتا ہے چنانچہ گمنام دیس کی پری ناراض ہو کر جھیل میں چھلانگ لگا دیتی ہے اور پھر سر لین ول بھی اس کے پیچھے پانی میں کود پڑتا ہے۔

سر لین ول کے غائب ہو جانے کے بعد اس کا وفادار گھوڑا اسے ڈھونڈتا پھرتا ہے اور موٹے موٹے آنسو بہاتا ہے۔

(رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری۔ ص 181 تا 218)

اوریانا

شہزادی اوریانا (Oriana) حسن و دلپذیری میں بے مثل تھی چنانچہ سپین اور پرتگال کی مشہور رومانی داستان گال کا ا۔میڈس (Amadis of Gaul ___ Amidis de Gaula) کا ہیرو ا۔میڈس اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو جاتا ہے ادھر اوریانا بھی دل ہار بیٹھتی ہے۔

"شاہ برطانیہ لیزرٹے (Lisuarte) اپنی بیٹی اوریانا کے ساتھ اپنے بہنوئی

کو ملنے سکاٹ لینڈ آتا ہے تو ا۔میڈس اوریانا کی چاہت میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔ ادھر روم کا شہنشاہ اوریانا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ اپنی اس خواہش کا اظہار شاہ لیزرنے سے کرتا ہے تو وہ بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ا۔میڈس (26) بیل کو منڈھے نہیں چڑھنے دیتا۔ چنانچہ شہنشاہ روم جہازوں کا بیڑہ لے کر حملہ آور ہوتا ہے۔ ا۔میڈس' لیزرنے کی مدد کو آتا ہے اور ششاہ روم کو شکست ہوتی ہے۔ بعد میں ا۔میڈس اور شاہ لیزرنے کی رنجشیں دور ہو جاتی ہیں اور وہ اوریانا سے شادی کر لیتا ہے۔ شادی کے بعد اوریانا اور ا۔میڈس جزیرہ فرم میں آ جاتے ہیں جہاں ا۔میڈس اپنے رفقاء کے ساتھ ایک طلسم میں پھنس جاتا ہے۔ اور پھر جادوئی تلوار اور کراماتی تعویذ کے ذریعے اس مصیبت سے نجات پاتا ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپے ننین ــــ ص 21 20)

کسی غلط فہمی کے بنا پر ا۔میڈس اپنی محبوب بیوی اور دنیائی رنگینیوں کو تیاگ کر ایک گمنام جزیرہ میں جا چھپتا ہے۔ اس کی زندگی میں کوئی کشش نہیں رہتی۔ لاغر اور کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر اچانک اسے اپنی محبوب بیوی کا مکتوب ملتا ہے۔ خط پر نگاہ پڑتے ہی اس کی پژمردہ آنکھوں میں روشنی کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں۔

"بعد عجز و پشیمانی اگر دشمن کے زخم معافی کا حق رکھ سکتے ہیں تو پھر ان دوستوں کا کتنا حق ہے جو شدید محبت کرتے ہیں۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ تمہارے اس بھروسے پر شک کرنے کی پاداش میں' جس نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا' لائق تعزیر ہوں۔ یہ ہمدرد پیامبر تمہیں بتلائے گا کہ تمہاری عدم موجودگی میں مجھے کس قدر مشقتیں برداشت کرنا پڑی ہیں۔ اپنی اذیت سے ذرا میری اذیتوں کا بھی اندازہ لگایئے: میں کس قدر صدق دلی تمہارے رحم کی التجا کر رہی ہوں۔ کسی استحقاق کی بنا پر نہیں بلکہ اس آرزو مند ہستی کے ناتے' جسے روئے زمین پر کہیں آرام نہیں"۔

(رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری۔ ص 368)

فرے ایا

فرے ایا (Freyja) محبت اور شب کی دیوی۔ سکنڈے نیویائی وینس' ولکیریوں کی کمانڈر'

فرے ایا کا تعلق دیوتاؤں کے وینر (Vanir) خانوادہ سے ہے۔

"محبت زدہ خواتین اور ماں بچے کی محافظ فرے ایا اپنی کنواری رعنائی، نیلگوں چشم اور سنہری گیسوؤں کے ساتھ گمبھیر خیالوں میں کھوئی تھی اور ایک تراشیدہ صنم دکھائی دیتی تھی جسے بونے زر کاروں نے ملکوتی گہر ہائے آبدار اور موسم بہار کے تجل پھولوں کو گوندھ کر بنایا تھا۔ جو عاشق زیورات کے نام سے موسوم تھا"۔

(ٹیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ۔ ص 61)

فرے ایا زیوروں اور جواہرات کی عاشق تھی۔ وہ کوتاہ قد (Dwarf) زر گروں کے پاس خوبصورت نیکلس دیکھتی ہے تو اس کے عوض منہ مانگے سیم و زر کی پیش کش کرتی ہے۔ کوتاہ قد (جو زیر زمین دفینوں اور مدفون سیم و زر کے اصل مالک ہیں) اس پیش کش پر خوب ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر وہ ان چاروں کے ساتھ باری باری رات بسر کرے تو وہ یہ نیکلس اسے دے سکتے ہیں۔ فرے ایا کوئی جھجک محسوس نہیں کرتی اور چاروں کے ساتھ باری باری رات گزارتی ہے اور اس طرح اپنا پسندیدہ نیکلس پانے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

فرے ایا اتنی دلکشا اور دلپذیر ہے کہ جو کوئی بھی اسے دیکھتا ہے اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دیو بھی اسے حاصل کرنے کو بے تاب ہیں۔ پیار سے یا زبردستی۔ ہر صورت--- دیو تھرائم (Thrym) ہتھوڑا لوٹانے کے عوض لوکی (بدی کا دیوتا) سے اسے مانگتا ہے۔ اسی طرح ایک اور دیو فرے ایا کے بدلے سردیوں کے صرف ایک موسم میں ایک شاندار محل تعمیر کر کے دیوتاؤں کو دینے کی پیش کش کرتا ہے۔ دیوتا آمدہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن لوکی ان کا یہ منصوبہ ناکام بنا دیتا ہے۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص 273)

گرڈا

سکنڈے نیویائی دیومالا میں زرخیزی کے دیوتا فرے (Frey) کی خوش رنگ و جمال بیوی گرڈا (Gerda) اپنی ماں کی طرح دیوؤں کی نسل سے ہے۔ فرے وہ اپنی بے پناہ محبت اور بڑے جتنوں سے اسے حاصل کرتا ہے۔ قصہ یوں ہے۔

ایک دن فرے اپنے باپ اوڈن (مہا دیوتا) کے تخت شاہی پر بیٹھا دنیا کے نظاروں سے محظوظ ہو رہا تھا کہ اچانک اس کی نگاہیں دیوؤں کی مملکت میں ایک حسین و دلکش ہستی پر جا کر

مرکوز ہو جاتی ہیں جو گائی میر (Gymir) دیو کی بیٹی گرڈا ہوتی ہے۔ گرڈا اس وقت اپنے گھر سے باہر آ رہی تھی۔ اس گھر سے جس کے چاروں طرف بلند جادوئی شعلوں کا حصار تھا اور دروازے پر سفاک کتے زنجیروں میں بندھے تھے۔

"گرڈا کے گورے بازوؤں کی آب و تاب سے افلاک
اور وسیع و عریض بحر معمور تھے"۔

گرڈا کو دیکھتے ہی فرے کے دل و جاں میں عشق کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ افسردہ اور پریشاں پریشاں رہنے لگا۔

فرے کے والدین کو اس کے اضمحلال اور افسردگی کا پتہ چلتا ہے تو وہ فرے کے دوست اور ملازم سکرنیر (Skirnir) کو زرین سیب اور ڈراپ نیر (Draupneer) نامی طلسمی انگوٹھی دے کر گرڈا کا رشتہ مانگنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ سکرنر گرڈا سے ملتا ہے اور تحائف پیش کرتا ہے لیکن وہ انکار کر دیتی ہے۔ وہ اسے ڈراتا دھمکاتا ہے لیکن وہ ہاں نہیں کرتی۔۔۔ سکرنر کو جنگل میں ایک جادوئی چھڑی مل جاتی ہے جس کے ڈر سے گرڈا، نو راتوں کے بعد، درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں فرے سے ملنے کو تیار ہو جاتی ہے۔

فرے سکرنر کی زبانی جب یہ مژدہ جانفزا سنتا ہے تو اس کی آتما خوشیوں سے جھوم اٹھتی ہے۔ آخر میں دیووں سے جنگ ہوتی ہے اور پھر کہیں جا کر فرے گرڈا کو اپنانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلو پیڈیا آف مائتھالوجی ص 270)

ہنس خاتون (Swan Maidan)

ٹیوٹانک دیو مالا کی یہ حسین اور خوش جمال مخلوق، ہنس کے پروں میں نہاں رہتی ہے۔ ان کی آواز میں بے انتہا کشش ہے۔ گرمیوں میں ان کے گیت دلوں کو مسحور کر لیتے ہیں۔ ہنس خواتین فضاؤں میں اڑتی ہیں اور جھیلوں اور بنوں میں گھومتی پھرتی ہیں۔ ہنس خاتون اور ولکیری میں فرق یہ ہے کہ ہنس خاتون، ولکیری نہیں بن سکتی۔ جبکہ ولکیری میں ہنس خاتون بننے کی صلاحیت ہے۔ ہنس خاتون، انسان کی بیوی بن سکتی ہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی۔ ص 278)

ولکیریاں (Valkyrie)

حسیں پیکر ولکیریاں دیوتا اوڈن (Odin) کی پیامبر ہیں۔ انسان کی قسمت بدل سکتی ہیں۔

جنگ میں ہلاک ہونے والے سورماؤں اور ڈوب کر مر جانے والے بہادروں کی پذیرائی کو ول ہالا (Vahalla) میں موجود رہتی ہیں۔ ولکیریاں سورماؤں کو اپنے تیز طرار پردار گھوڑوں پر بٹھا کر ہیلا (Hela) میں سے گزرتی ہیں۔ ہیلا، پاتال کے رحمتوں بھرے اور روشن و تاباں میدان ہیں۔ نیک لوگوں کو یہاں خوش و خرم زندگی گزارنے کو بھیجا جاتا ہے۔ یہاں ابدی خوشیاں ان کی منتظر ہوتی ہیں۔ کھانے کو شبنم ملا شہد ملتا ہے۔ دیوتاؤں کی ٹنگ سٹیڈ (Ting Stead) نامی عدالت انصاف بھی یہیں ہے۔ مردوں کو ان دیوتاؤں کے سامنے پیش ہونا پڑتا ہے۔ اوڈن اعمال کے مطابق انہیں جزا و سزا دیتا ہے۔ دیوی ہیلا۔ ہیلا کی حکمران ہے۔ ولکیریاں جب بف راسٹ (Bifrost-دھنک) (27) نامی پل پر سے گزرتی ہیں تو ان کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز اسگرڈ (Asgard) میں سنائی دیتی ہے۔

جنگ میں ولکیریاں کسی بھی فریق کو جتا سکتی ہیں۔ کون کون سے سورما جنگ میں کام آئیں گے۔ اس کا فیصلہ بھی ولکیریاں کرتیں۔ وہی ان جنگجوؤں کو دیوتا اوڈن کی پرشکوہ دعوتوں میں شریک ہونے کا موقع فراہم کرتیں، جہاں بیئر اور ایک خاص مشروب سے ان کی تواضع کی جاتی۔

جرمنوں میں ان جنگجو دیویوں کا عقیدہ عام تھا۔ وہ انہیں عموماً" ایدیسی (Idisi) کہتے۔ شعراء کے نزدیک ان کے سروں پر شعلوں کا مکٹ ہوتا اور ہاتھوں میں سنان۔ اپنے سبک رفتار گھوڑوں پر اڑتی پھرتیں۔ جن کے ایال سے وادیوں میں شبنم گرتی اور جنگلوں اور بنوں میں ژالہ باری ہوتی۔ بعض اوقات وہ انہیں راج ہنس کے پروں میں ملبوس حسین و جمیل خواتین کہہ کر بھی پکارتے جو اکثر فضا میں محو پرواز رہتیں۔

اس اجنبی اور دلنشیں مخلوق کو گھنے جنگلوں اور سنسان جھیلوں پر آنا جانا بہت پسند ہے۔ جب ان کا دل نہانے کو چاہتا ہے تو یہ ہنس کے پروں والا اپنا لباس اتار کر ایک طرف رکھ دیتی ہیں اور انسانی پیکر میں ظاہر ہو کر نہانے لگتی ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی شخص ان کے کپڑے اٹھا لے تو یہ (مجبوراً) اس کے تابع ہو جاتی ہیں اور شادی بھی کر لیتی ہیں۔

برن ہلڈ اور اوڈن

ولکیری برن ہلڈ (Brynhild) اور اس کی آٹھ بہنیں ول ہالا (28) سے کچھ دور فضا میں محو پرواز تھیں۔ نہ جانے ان کے دل میں کیا آیا۔ زمین پر اتریں اور اپنے ہنس نما لباس اور کلغیاں اتار کر جھیل میں نہانے لگیں۔ اس دوران بادشاہ اگنر (Agnar) وہاں آ نکلا۔ اگنر نے دبے پاؤں آگے بڑھ کر ان کے کپڑے اٹھا لئے اور شاہ بلوط کے نیچے چھپا دیئے۔ اب یہ ولکیریاں

اس کے قبضے میں تھیں۔

شاہ اگنر اپنے پرانے دشمن ہیام گنر (Hjam gunnar) کے خلاف جنگ کرنے جا رہا تھا۔ چنانچہ اس نے برن ہلڈ پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس جنگ میں ہیام گنر کے خلاف اس کی مدد کرے۔ اور اس کے دشمن کو تباہ کر کے رکھ دے۔ برن ہلڈ کو اس کی بات مجبوراً" ماننی پڑی۔ ادھر ہیام گنر دیوتا اوڈن (29) کی سرپرستی میں تھا اور اس نے جنگ میں ہیام گنر کو جتانے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ اوڈن کو جب یہ خبر ملی کہ ولکیری برن ہلڈ اس کی خواہش کے برعکس جنگ میں ہیام گنر کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہے تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور اس نے برہلڈ کو جادوئی کانٹے کی مدد سے گہری نیند سلا کر شعلوں کے حصار میں مقید کر دیا۔ اوڈن نے اس کی تمام ملکوتی صفات چھین لیں اور کہا کہ اب وہ ول ہالا میں کبھی داخل نہ ہو گی۔ خوفناک اذیتوں سے دوچار رہے گی۔ اب اسے شعلوں کے اس زندان سے کوئی سورما (30) ہی آ کر نجات دلائے گا۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا...... ص 79-278)

شہزادہ ہیلگی اور کارا

اہل آئس لینڈ کہتے ہیں کہ جب والسونگ شہزادہ ہیلگی (Helgi) نے اپنی پرجوش محبت سے ولکیری کارا کو جیت لیا تو وہ ہنس کے پروں کا لباس پہن کر ہر جنگ میں اس کا ساتھ دینے لگی۔ وہ ہر میدان کارزار اور ہر رزم گاہ میں ہیلگی کے ساتھ شریک ہوتی اور مصروف دشمن کے ہجوم پر اڑتے ہوئے شیریں نغمہ الاپتی' اپنی آواز کے سحر سے انہیں مسحور کر کے ان سے قوت مدافعت چھین لیتی اور یوں وہ باآسانی مارے جاتے۔

ایک دن جب جنگ عروج پر تھی اور کارا حسب معمول ہیلگی کے اوپر منڈلاتے ہوئے اپنی سریلی آواز کا جادو جگا رہی تھی۔ ہیلگی پورے جوش و خروش سے مصروف جنگ تھا۔ اسی عالم جوش میں دشمن پر وار کرنے کو اس نے جب شمشیر اٹھائی تو کارا اس کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئی۔ اور پھر کارا کے ساتھ ہی اس کی خوشیاں بھی دم توڑ گئیں۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی۔ ص 279)

سی گرڈ اور برن ہلڈ

بادشاہ سگمنڈ میدان جنگ میں مارا جاتا ہے تو اس کا بیٹا یعنی والسنگ شہزادہ سی گرڈ (Sigurd) تخت نشین ہوتا ہے اور کئی مہمات سر کرتا ہے۔ وہ اپنے بہادر گھوڑے گرے فل اور اوڈن کی عطا کردہ شمشیر سے دیوتاؤں کے دشمن اژدہا ففنیر (Fafnir) کو ہلاک کر کے خزانے کو

تصرف میں لاتا ہے۔ اور پھر ایک دن جنگل میں سے گزرتے ہوئے حسین و جمیل برن ہلڈ کو شعلوں کے حصار میں خوابیدہ دیکھتا ہے تو اس پر عاشق ہو جاتا ہے اور اسے شعلوں سے آزاد کراتا اور بیدار کرتا ہے۔ اور اس سے شادی کا وعدہ لے کر رخصت ہوتا ہے۔

وہ نبلنگز کی سرزمین میں داخل ہوتا ہے تو نبلنگز (کوتاہ قد لوگ) کی ملکہ گرم ہائلڈ (Grimhild) طلسمی مشروب پلا کر اس کے دل و دماغ سے برن ہلڈ کی یاد محو کردیتی ہے اور اپنی بیٹی گڈرن (Gudrun) سے اس کی شادی کر دیتی ہے۔ اس کے بعد سی گرڈ اپنے سالے گنر (Gunnar) کے بھیس میں برن ہلڈ کی شادی کی شرائط پوری کر کے گنر سے اس کی شادی کرا دیتا ہے۔ شادی کے بعد گڈرن اور برن ہلڈ میں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ برن ہلڈ کو یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ سی گرڈ نے اسے دھوکا دیا ہے۔ اور عیاری سے اس کی شادی گنر سے کرا دی ہے۔ چنانچہ وہ سی گرڈ سے بدلہ لینے کو اپنے خاوند گنر کو اس کے خلاف بھڑکاتی اور قتل کرا دیتی ہے۔ اور پھر زریں گیسوؤں والی برن ہلڈ اپنے محبوب سی گرڈ سے ملنے (بعد از مرگ) کی ہوس میں خود بھی اس کی چتا میں جل مرتی ہے۔

مرنے کے بعد وہ اپنے محبوب سی گرڈ کی تلاش میں ہیلا کے پل پر پہنچتی ہے تو پل کی محافظ دیوی اسے للکارتی اور کہتی ہے "تیرے ہاتھ سورماؤں کے خون میں بھرے ہیں تو اس راستے سے نہیں گزر سکتی" وہ کہتی ہے "مجھے الزام نہ دے! سی گرڈ سے اوروں نے اور سی گرڈ نے مجھ سے فریب کیا"۔ اسی سی گرڈ نے جسے میں نے جان سے زیادہ چاہا اور اب مر کر بھی اسے ڈھونڈتی پھر رہی ہوں"۔

اور پھر وہ ہنس کی سی شیریں آواز میں نوحہ مرگ گنگناتی ہے۔

"یہ جنگ و جدل اور خوں ریزیاں نامئیں گی
فسردہ پشیمان ہونے کی خاطر
نئی زندگی فانیوں کو ملے ہے
مگر میں اور سیگرڈ ہیلا میں زندہ رہیں گے
یونہی خوش و فرحاں کہ جس طور پہلے تھے ہم
ہماری محبت کی آواز صدیوں تلک گونجتی ہی رہے گی
ہمیشہ۔ سدا اور یونہی ہمیشہ"۔

(ٹیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ۔ ص 336)

نکسیاں

خوبصورت نکسیاں (Nixies) ایک قسم کی جل پریاں ہیں جو دریاؤں' جھیلوں اور چشموں میں رہتی ہیں۔ جرمنوں کے نزدیک نکسی انسانی خاتون کا روپ دھار لیتی ہے۔ آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے حسن سے آراستہ نکسیاں دریا کے کنارے دھوپ میں بیٹھنا اور لمبے لمبے بالوں میں کنگھی کرنا پسند کرتی ہیں جب کبھی یہ کسی خوبصورت نوجوان پر عاشق ہوتی ہیں تو اسے کھینچ کر زیر آب لے جاتی ہیں۔ اور پھر وہ نوجوان کبھی دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی انہیں دیکھ لیتا ان کے مدھر اور شیریں گیت سنتا تو عقل کھو بیٹھتا ہے۔ یہ مخلوق بہت سفاک ہے انسانوں پر ظلم کرکے انہیں خوشی ہوتی ہے۔

کوتاہ قد مخلوق

بونوں اور کوتاہ قد (Dwarf) مخلوق کا ایک الگ خطہ ہے عموماً" زیر زمین گمنام جگہوں میں رہتے ہیں۔ کوتاہ قد' قامت میں انسان سے چھوٹے ہوتے ہیں لیکن انسان سے زیادہ حسین اور فوق الفطرت ذہانت کے مالک۔ انتہائی پراسرار اور ہوشیار۔ مائتھالوجی میں یہ مخلوق بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسانی معاشرہ کی طرح ان کا بھی معاشرہ ہے اور بادشاہ بھی۔ جس کے یہ بے حد وفادار ہیں۔ کھیلوں اور رقص میں پوری دلچسپی لیتے ہیں۔ سورج کی روشنی سے بہت خوف زدہ ہیں اور انسانوں سے بچ کر رہنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے مرغ کی اذان سن کر پریشان ہو جاتے ہیں۔

چاندنی راتوں میں رقص کرنا انہیں پسند ہے۔ اگر کوئی چاندنی میں انہیں دیکھ لیتا ہے تو اس کی نگاہیں کوتاہ قد خواتین پر جم کر رہ جاتی ہیں اور وہ ان کے حسن سے مرعوب و مسحور ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی کسی طرح ان کے رقص میں اک بار شریک ہو جائے تو پھر کبھی دکھائی نہیں دیتا یا پھر اس کا بے جان جسم وہاں پڑا ملتا ہے۔ ان کے رقص کا کوئی شاہد نہیں۔ البتہ صبح سویرے اوس میں بھیگی گھاس پر ان کے پاؤں کے نشان ضرور ملتے ہیں۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی۔ ص 279)

روز الکائیں

روس میں خوش جمال روز الکائیں (Rusalka) ہیں۔ روسیوں کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی خاتون ڈوبتی ہے تو وہ روز الکا بن جاتی ہے۔ روز الکائیں شب کی تنہائیوں میں جھولا جھولتی اور ناچتی ہیں۔ ان کے گیتوں میں جادو ہے۔ جنوبی روز الکائیں اپنی میٹھی آواز اور حسن کی آب و

تاب سے لوگوں کو مسحور کرلیتی ہیں۔

(عالمی کلاسیکی داستان اور اردو داستان کا تقابلی جائزہ)

چوکور سر خواتین

روس کی چوکور سروں والی خوبصورت خواتین بنوں اور پہاڑوں میں رہتی ہیں۔ روسی کسان ان سے بخوبی واقف ہیں۔ گھنی گھنگھریالی زلفیں' تمام جسم پر بال' جڑی بوٹیوں سے ایک خاص لوشن تیار کرتی ہیں۔ جسے جسم پر مل کر وہ غائب ہو جاتی ہیں۔ رقص کی بہت شائق۔ جنگل میں تنہا شخص ہاتھ لگ جائے تو گدگدا گدگدا کر اسے مار ڈالتی ہیں۔

ان کے غیر مرئی رقص کو کوئی نہیں دیکھ سکتا اور اگر کوئی دیکھ لے تو زندہ نہیں رہتا۔ انسانوں کی طرح ان کے بھی گھر ہیں جنہیں یہ صاف ستھرا رکھتی ہیں۔ بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اگر کوئی لڑکی ان کے لئے کاتنے کو سن کا ریشہ لاتی ہے تو یہ اسے ایسے پتے دیتی ہیں جو سونے میں بدل جاتے ہیں۔ انسانوں کے عشق سے یہ خوب لطف اٹھاتی ہیں۔ نوجوانوں سے اکثر شادیاں کرلیتی ہیں۔ بہترین بیویاں ثابت ہوتی ہیں۔ البتہ ان کے مزاج کی شائستگی کے برعکس خاوند سے کوئی کام سرزد ہو جائے اور انہیں ناگوار گزرے تو دوسری مافوق الفطرت دلہنوں کی طرح اسی آن غائب ہو جاتی اور خاوند کو سدا کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔

(دی ہیرو ود اے تھاوزنڈ فیسز۔ ص 79)

رودابہ

ایران کے فردوسی کے شاہنامہ کی رودابہ' زال کی بیوی' رستم کی ماں' ــ زال کے خوبصورت قصوں میں سے ایک قصہ پری چہرہ رودابہ کا ہے۔

مہراب' زال کے باپ سام کا منصب دار تھا۔ زال کابل میں اس کے ہاں فروکش ہوتا ہے تو اس کے رفقاء مہراب کی حور تمثال بیٹی رودابہ کے دلفریب حسن کی اس کے سامنے تعریف کرتے ہیں۔

> "چہرہ مہر نیمروز۔ وہ رنگوں اور خوشبوؤں میں بسی سائپرس ہے۔ سرتاپا گلاب و سمن۔ اس کے خدوخال سے بادہ ناب چھلکتی ہے۔ عنبریں گیسو۔ لعل وجواہر سے تراشیدہ پیکر' مشک نافہ میں بھیگی خم دار لٹیں"۔

زال ان دیکھی رودابہ کا ہو جاتا ہے ادھر رودابہ بھی اس کی دلیری اور وجاہتوں کے قصے سن' اس پر مرمٹتی ہے۔ جب زال ملاقات کو آتا ہے تو رودابہ محل پر کھڑی ہوتی ہے۔ وہ زال کو

خوش آمدید کہتی اور اپنی خوشبودار دراز زلفیں لٹکا دیتی ہے۔
"زال! یہ زلفیں تھام لو! میں تمہارے لئے کمند بن جاؤں گی"۔
زال نے اس کا چاند سا چہرہ دیکھا اور آگے بڑھ کر عنبریں زلفیں چوم لیں--- اور پھر رودابہ نے غلام کے ہاتھوں میں سے کمند لیکر پھینکی۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی۔ ص 322)

منیژہ

منیژہ صنم دخت افراسیاب
برہنہ ندیدہ تنم آفتاب
برائے یکی بیژن شور بخت
فتادم زتاج و فتادم زتخت

ایک مہم کے دوران رستم کا بھانجا بیژن سیر و شکار میں مصروف ہوتا ہے کہ افراسیاب کی خوش رو، سیمیں بدن، دختر، منیژہ سے سبزہ زار میں ملاقات ہو جاتی ہے اور وہ دونوں تیر عشق سے گھائل ہو جاتے ہیں۔ افراسیاب کو خبر ہوتی ہے تو وہ بیژن کو گرفتار کر کے ایک اندھے کنویں میں قید کر دیتا ہے۔ منیژہ اسکی جدائی میں روتی پھرتی ہے۔ رستم کو بھانجے کی اسیری کی خبر ملتی ہے تو وہ سوداگر کے بھیس میں وہاں پہنچتا ہے۔ بیژن کو زندان سے رہائی دلاتا ہے اور افراسیاب اور اس کی فوجوں کو شکست دیتا ہے۔ محب و محبوب مل جاتے ہیں۔

(سرور سلطانی۔ ص 279)

نور و سرور کے جلوے (ہندو مائتھالوجی)

ہندو مائتھالوجی میں ویدی زمانہ (Vedic days) حسن و دلکشی، جلال و جمال، جاہ و حشم او واقعات کی گونا گونیوں کے اعتبار سے پورانی دور کے مقابلے میں کہیں پیچھے ہے۔ ویدی شب و روز ان نو بہ نو واقعات، سحر آفریں روپ اور دلفریب حسن کے جلوؤں، گھما گھمی، رونق اور دھوم دھڑکوں سے محروم ہے جو پورانی دور (Puranic Period) کا خاصہ ہے۔
ویدی دور میں ادتی (Aditi) کے چھ بیٹے دکھائی دیتے ہیں۔ جو ادتیہ کہلائے اور جن کا سربراہ ورن ہے۔ رگ وید میں ابتداء میں ان کی تعداد چھ، پھر سات، پھر آٹھ اور پھر بارہ ہو گئی۔ ان میں ورن، متر، سوریہ (اگنی) اندر اوریم ایسے مہان دیوتا شامل ہیں۔
یہ دور جمالیات سے تہی ہے۔ اس زمانے میں خوش رنگ دیویوں اور خوبصورت دیوتا

سلمان رُشدی کی شیطانی کتاب "سیٹنک ورسز" کا جواب

زندہ درگور

- سلمان رُشدی نے شیطانی آیات لکھ کر اُن متعصب یہودیوں کی جگالی کی ہے جو اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف معاندانہ رویّہ رکھتے ہیں!
- سلمان رُشدی ایک ایسا گمراہ آدمی ہے جس نے زیادہ تر اُن مغربی مفکرین کی کتابیں پڑھی ہیں جو تمام عمر اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف زہر پھیلاتے رہے!!
- مسعود زاہدی نے "زندہ درگور" لکھ کر گمراہوں کو جہالت کی تاریکی سے باہر نکالنے اور علم کی روشنی میں اپنے ساتھ لیکر آنے کی سعی کی ہے۔ !!!

ایس ایم ظفر ایڈووکیٹ

ایک ایسی کتاب جسے پڑھ کر نہ صرف آپ کو "شیطانی آیات" کی حقیقت معلوم ہو گی بلکہ سلمان رشدی کی "حیات و اہیات" بھی کھل کر آپ کے سامنے آجائے گی۔

سفید کاغذ، مجلد دیدہ زیب سرورق

۳۳۶ صفحات ۔ قیمت ۲۰۰ روپے

کلاسیک
چوک ریگل، دی مال لاہور

فون: ۷۳۱۲۹۷۷
۷۳۲۳۹۶۳